﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا*﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۱۷ نومبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۴۶

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بابرکت علم وہی ہوتا ہے جو عمل کے مرتبہ میں اپنی چمک دکھاوے

"محض اس علم میں کچھ شرف اور بزرگی نہیں جو صرف دماغ اور دل میں بھرا ہوا ہو بلکہ حقیقت میں علم وہ ہے کہ دماغ سے اتر کر تمام اعضاء اس سے متادب اور رنگین ہو جائیں اور حافظہ کی یادداشتیں عملی رنگ میں دکھائی دیں۔ سو علم کے مستحکم کرنے اور اس کے ترقی دینے کا یہ بڑا ذریعہ ہے کہ عملی طور پر اس کے نقوش اپنے اعضاء میں جمالیں۔ کوئی ادنیٰ علم بھی عملی مزاولت کے بغیر اپنے کمال کو نہیں پہنچتا۔ مثلاً مدت دراز سے ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ روٹی پکانا نہایت ہی سہل بات ہے اور اس میں کوئی زیادہ باریکی نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ آٹا گوندھ کر اور بقدر ایک ایک روٹی کے اس آٹے کے پیڑے بناویں اور ان کو دونوں ہاتھوں کے باہم ملانے سے چوڑے کر کے توے پر ڈال دیں اور ادھر ادھر پھیر کر اور آگ پر سینک کر رکھ لیں روٹی پک جاوے گی۔ یہ تو ہماری صرف علمی لاف و گزاف ہے لیکن جب ہم ناتجربہ کاری کی حالت میں پکانے لگیں تو اول ہم پر یہی مصیبت پڑے گی کہ آٹے کو اس کے مناسب قوام پر رکھ سکیں بلکہ یا تو پتھر سا رہے گا اور یا پتلا ہو کر گلگلوں کے لائق ہو جائے گا۔ اور مر مر کر تھک تھک کر گوندھ بھی لیا تو روٹی کا یہ حال ہو گا کہ کچھ جلے گی اور کچھ کچی رہے گی۔ بیچ میں ٹکیہ رہے گی اور کئی طرف سے کان نکلے ہوئے ہونگے۔ حالانکہ پچاس برس تک ہم پکتی ہوئی دیکھتے رہے۔ غرض مجرد علم کی شامت سے جو عملی مشق کے نیچے نہیں آیا کئی سیر آٹے کا نقصان کریں گے۔ پھر جبکہ ادنیٰ ادنیٰ سی بات میں ہمارے علم کا یہ حال ہے تو بڑے بڑے امور میں بجز عملی مزاولت اور مشق کے صرف علم پر کیونکر بھروسہ رکھیں .... بابرکت علم وہی ہوتا ہے جو عمل کے مرتبہ میں اپنی چمک دکھاوے اور منحوس علم وہ ہے جو صرف علم کی حد تک رہے کبھی عمل تک نوبت نہ پہنچے۔

جاننا چاہئے کہ جس طرح مال تجارت سے بڑھتا ہے اور پھولتا ہے ایسا ہی علم عملی مزاولت سے اپنے روحانی کمال کو پہنچتا ہے۔ سو علم کو کمال تک پہنچانے کا بڑا ذریعہ عملی مزاولت ہے۔ مزاولت سے علم میں نور آ جاتا ہے"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد ۱۰ [مطبوعہ لندن] صـ ۴۴۵، ۴۴۶)

اگر خدا تعالیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیکر اپنے نور کو نہ سمجھاتا تو کسی انسان کے بس میں یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے نور کو سمجھ سکتا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے گزشتہ چند خطبات کے مضمون کے تسلسل میں سورۃ النور کی آیات ۳۶ و ۳۷ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت نور کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے نور کی کنہ، اس کی حقیقت اور اس کا حقیقی عرفان و ادراک انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا اس لئے تمثیلات دے کر خدا تعالیٰ نے یہ مضمون سمجھایا ہے اور سب سے زیادہ پاکیزہ اور شفاف اور قریب ترین مثال جو اللہ تعالیٰ کے نور کے بیان میں دی جا سکتی ہے اور جسے خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال دے کر اپنے نور کو نہ سمجھاتا تو کسی انسان کے بس میں یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے نور کو سمجھ سکتا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر اس بات کا زندہ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت سے سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو غیر معمولی طور پر نہایت مؤثر قدرت کلام سے نوازا ہے۔ ایسا انداز بیان ہے جو اپنوں اور غیروں کے دلوں کو موہ لیتا ہے۔ اس کا ایک ایمان افروز ثبوت پچھلے دنوں برطانیہ کے ایک احمدی دوست نے بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک غیراز جماعت کو حضور انور کے سوال و جواب کی ایک کیسٹ دی گئی۔ چند دنوں کے بعد انہوں نے وہ واپس کی اور دوسری کیسٹ کا مطالبہ کیا اور ساتھ ہی بتایا کہ جب اسے پہلی کیسٹ دی گئی تو اس کا ارادہ اور نیت یہ تھی کہ وہ اس کیسٹ کو سننے کی بجائے خراب کر کے واپس کرے گا لیکن اس نے اعتراف کیا کہ جب میں نے ذرا سی سنی تو مجھے ایسی دلچسپی پیدا ہوئی کہ کیسٹ آخر تک سنتا چلا گیا کیسٹ خراب کرنے کا خیال تو دل سے نکل گیا بلکہ اب تو مزید کیسٹیں سننے کا شوق پیدا ہوگیا ہے اسی لئے آج نئی کیسٹ لینے کے لئے آیا ہوں۔

گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

ہفتہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۵ء

ہفتہ کا روز ویسے تو بچوں سے ملاقات کے لئے مقرر ہے لیکن آج ناصرات الاحمدیہ یوکے کے سالانہ اجتماع کی وجہ سے یہ کلاس منعقد نہ ہوسکی۔ اس لئے اس وقت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ مجلس سوال و جواب دکھائی گئی جو ۲۱ اکتوبر ۹۵ء کو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام محمود ہال میں منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس میں حضور انور نے کم و بیش دو گھنٹے تک حاضرین کے سوالات کے جوابات اردو میں ارشاد فرمائے۔ سوالات حسب ذیل تھے:

★ اگر کوئی شخص حدیث کا منکر ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت قرآن مجید سے کیسے ثابت کی جا سکتی ہے؟

★ آیت خاتم النبیین کا احمدی اور غیراحمدی کیا مطلب لیتے ہیں۔ ہر دو کے خیالات کا مختصر موازنہ بیان فرمائیں؟

★ مذہب آپس میں محبت و پیار کی تعلیم دیتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ کیا اس کا کوئی حل مل سکتا ہے؟

★ ایک ہندو کا سوال۔ ہم ہندو بھی خدا کو مانتے ہیں جس کو اوم کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اوم خدا کا پہلا نام ہے۔ اس کے بعد اوتاروں کو مانتے ہیں اکثریت اوم کی عبادت ان اوتاروں کی وساطت سے کرتی ہے۔ بعض پرستش بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے کہ ہندو ایک خدا کو مانتے ہیں اور بتوں کو خدا کے تصور کے لئے اور توجہ قائم رکھنے کے لئے بطور ذریعہ اور واسطہ استعمال کرتے ہیں۔ کیا توجہ قائم رکھنے کی غرض سے یہ طریق عبادت درست ہے؟

★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج روحانی تھا یا جسمانی؟

★ لفظ خاتم کی مختصر تشریح۔

★ اگر کوئی شخص اپنے والدین سے بہت پیار کرتا ہے اور وہ احمدی ہو جاتا ہے اور اس کے والدین سمجھانے کے باوجود احمدیت کو قبول نہیں کرتے۔ وہ اس بات سے خوف زدہ ہے کہ مسیح موعودؑ کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ جہنم میں جائیں گے۔ حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

★ کیا سب مرحوم والدین کے لئے دعا کی جاسکتی ہے؟

★ امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے۔ کیا اس کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہتا؟

اتوار ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۵ء

آج بعض غیر مسلم انگریز مہمانوں اور ہارٹلے پول جماعت کی انگریز احمدی خواتین کے ساتھ انگریزی میں مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے (یہ مجلس قریباً پونے دو گھنٹے جاری رہی)۔

★ مذہب اسلام کا دعویٰ ہے کہ یہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل مذہب ہے اور یقینی طور پر ایک نازل شدہ سچا آخری مذہب ہے۔ اس طرح تو اسلام پر کسی طرح کی بھی تنقید نہیں کی جاسکتی اور ہر تحقیق کرنے والے کے سوال کو اسلام پر ایک حملہ سمجھا جائے گا۔ اسکی وضاحت؟

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

ادارتیہ

جھوٹ مت بولئے

جھوٹ کی شناعت سے کون واقف نہیں کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ آج دنیا میں جو شر اور فساد ہر طرف دکھائی دیتا ہے اور انسان کی معاشرتی زندگی میں بھی جو طرح طرح کی تلخیاں اور دکھ پائے جاتے ہیں ان میں سے بھی اکثر کی بنیادی وجہ جھوٹ ہی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے لئے عذاب الیم کی خبر دی ہے اور ایسے لوگوں کو سب سے زیادہ ظالم قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو کبائر گناہ میں شمار کرتے ہوئے مسلمانوں کو خصوصیت سے قول زور سے بچنے کی پرزور تاکید فرمائی اور اسے منافقوں کی ایک علامت قرار دیا ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں کی ایک بھاری تعداد پھر بھی اس غلاظت میں ملوث ہو گئی اور ان میں جھوٹ پھیل گیا۔ آپ مسلمان ممالک پر ایک نظر ڈالیں تو گھر سے لے کر حکومت و سیاست تک ہر سطح پر جھوٹ کی فراوانی دکھائی دیتی ہے۔ عوام الناس اور سیاستدان تو ایک طرف خود کو مذہبی عالم اور وارث منبر رسولؐ قرار دینے والوں کی اکثریت بھی اس دیدہ دلیری کے ساتھ جھوٹ میں ملوث ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ جس قوم کے مذہبی و سیاسی رہنما ہی جھوٹے ہوں اس قوم سے امن کا اٹھ جانا اور طرح طرح کی سیہ کاریوں میں مبتلا ہو کر ہلاکت و بربادی کی طرف بڑھنا ایک طبعی امر ہے۔ ایسے ماحول میں جہاں جھوٹوں کی پذیرائی ہو سچوں کی توہین ایک معمول بن جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ان کی سچ سے نفرت اور جھوٹ سے پیار اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ماننے لگ جاتے ہیں۔ اور بات پھر یہاں تک ہی نہیں ٹھہرتی بلکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے ایسا معاشرہ کئی قسم کی دوسری برائیوں میں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جہنم تک پہنچ جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی حال اس وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان کا ہے جہاں سیاست و صحافت ہی نہیں بلکہ قوم کے مذہبی لیڈر جنہیں علماء بھی کہا جاتا ہے خصوصیت سے احمدیت کے خلاف اس کثرت سے جھوٹے افتراء باندھتے ہیں کہ انسان انہیں پڑھ کر لرز جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ کیا ان میں ذرہ بھر بھی خدا کا خوف باقی نہیں رہا۔ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ ایک روز انہیں عالم الغیب والشہادہ خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔

گزشتہ دنوں سرگودھا (پاکستان) کے ایک نواحی گاؤں چک نمبر ۹۸ شمالی میں گاؤں سے باہر ایک میدان میں کھیلنے پر زمین کے مالکان اور چند نوجوانوں میں ایک جھگڑا ہو گیا۔ دونوں طرف کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور اسی دوران ایک احمدی نوجوان قتل ہو گیا۔ وقوعہ کے بعد مولویوں نے قتل کے اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر اسے مذہبی رنگ دے کر شرانگیز پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ چونکہ مقتول احمدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے (نعوذباللہ من ذالک) اس وجہ سے اسے قتل کیا گیا ہے۔ بلکہ ان کا تو یہ کہنا ہے کہ چونکہ ان کے خیال میں احمدی گستاخ رسول ہیں (نعوذباللہ) اس لئے انہیں قتل کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر مولویوں کے اس جھوٹے الزام کو تسلیم کر لیا جائے، جو اس جھوٹے معاشرہ میں کوئی ایسی بعید بات نہیں کیونکہ وہاں اوپر سے لے کر نیچے تک جھوٹ ہی کا سکہ چلتا ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں کسی احمدی کی جان و مال اور عزت محفوظ نہیں۔ کوئی بھی شخص جب چاہے کسی احمدی کو قتل کر دے اسے کچھ نہیں کہا جائے گا کیونکہ ان کے نزدیک احمدی گستاخ رسول ہیں اور گستاخ رسول کو قتل کرنا واجب ہے اس لئے قتل کے جواز کے لئے کسی مزید ثبوت یا دلیل یا تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں۔

یہ مولویوں کی صریح کذب بیانی ہے کیونکہ کوئی احمدی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ احمدیوں پر توہین رسالت کے ناپاک اور انتہائی تکلیف دہ الزام سے گھناؤنا اور جھوٹا افتراء شاید اور کوئی نہیں باندھا جا سکتا۔ یہ الزام لگانے والے خوب جانتے ہیں کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں اگر کسی نے کلمہ "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کے اقرار کے جرم میں جیلیں کاٹی ہیں، کوڑے کھائے ہیں، گھر جلوائے ہیں اور پھر بھی اس کلمہ سے وابستگی میں متزلزل نہیں ہوئے تو وہ صرف اور صرف احمدی ہیں۔ یہ صرف احمدی ہی ہیں جن پر "صل علیٰ نبینا صل علی محمدؐ" کا ورد کرنے کی وجہ سے مقدمات قائم ہوئے اور آج صرف احمدی ہی ہیں جو دل و جان سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنت پر عمل پیرا ہونے کے لئے دن رات ایک عظیم جہاد میں مصروف ہیں اور احمدی معاشرہ دن بدن اسوہ محمدیؐ کے قریب تر ہو کر اس پاک وجود سے اپنے تعلق میں مستحکم تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہم تو اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں یہی کہتے ہیں کہ ؎

در رہ عشق محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا، ایں دعا، ایں در دلم عزم صمیم

اے کاش کہ یہ لوگ جھوٹ سے باز آجائیں اور اس دن کا خوف کریں جب انہیں خدا کے حضور حاضر ہو کر ان سب امور میں جوابدہ ہونا ہوگا۔ ؎

سہل باشد از زبان خویش تکفیر کسے
مشکل افتد آں زماں چوں پرسد از وے کردگار

بقیہ:۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی ان آیات کی جو لطیف تفسیر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے اس کا ایک ایک جملہ پڑھ کر ساتھ ساتھ اس کی وضاحت آسان الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی انسان جس میں شرافت اور حیاء ہو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس تحریر کو پڑھنے کے بعد آپؑ کے خلاف زبان کھول نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا ایک ازلی اتصال ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مضمون ایسا ہے جس کو سمجھنے کے لئے نور بصیرت کی ضرورت ہے۔ ظاہری علوم کی ڈگریاں رکھنا اسکے لئے ضروری نہیں۔ نور تقویٰ ہے جو روشنی عطا کرتا ہے، جو علم سکھاتا ہے اور عرفان کو بڑھاتا ہے۔ آسمان سے جو نور اترتا ہے وہ اگر آپ کو دھندلا دکھائی دیتا ہے تو اپنی نظر کی فکر کریں۔ اس کا علم سے تعلق نہیں اس کا نور بصیرت سے تعلق ہے۔ جس طرح مادی دنیا میں نور اعلیٰ نظر کا محتاج ہے اسی طرح روحانی دنیا میں بھی نظر کے صیقل ہونے سے ان امور کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی وہ نظر تیز کرے اور الٰہی نور کو جب خدا اسے دکھانا چاہے تو اس کے دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اَسْفَلُهُ طَابَ اَعْلَاهُ وَاِذَا فَسَدَ اَسْفَلُهُ فَسَدَ اَعْلَاهُ۔

(ابن ماجه ابواب الزهد باب التوقی علی العمل)

حضرت معاویہ بن ابو سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال ایک برتن کی طرح ہیں۔ جب اس کا نچلا حصہ اچھا ہو تو اس کا اوپر کا حصہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جب اس کا نچلا حصہ گندہ اور خراب ہو تو اوپر کا حصہ بھی گندہ اور خراب ہوتا ہے۔

ہم ترے آستاں سے ہو آئے

هم ترے آستاں سے ہو آئے　　کعبہ عاشقاں سے ہو آئے
رشک کوئے جناں سے ہو آئے　　اک نئے آسماں سے ہو آئے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

غمزہ ہائے جمال کی کرنیں　　جلوہ ہائے جلال کی شمعیں
وعدہ ہائے وصال کی رمزیں　　اک نئی شان کے نشاں پائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

خم بہ خم وصل کی شراب ملی　　چشم ساقی نے انتہا کر دی
دیدہ دل کی تشنگی تو بجھی　　اک نئی آگ بھی لگا لائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

کس قدر تو نے حوصلہ بخشا　　کتنی بے تابیوں کو چین آیا
بڑھ گیا جذبہ یقین و وفا　　یاس و حرماں کے چھٹ گئے سائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

تیرے ارشاد پہ تھے ہم پہنچے　　تیرے ارشاد پہ چلے آئے
دل تھا مجبور اس کو کیا کہتے　　تیرے قدموں میں اس کو چھوڑ آئے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

تیرے لطف عمیم کی سوگند　　تیرے عزم صمیم کی سوگند
تیرے رب کریم کی سوگند　　جان حاضر ہے تو جو فرمائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

سن کے تیرے پیار کا پیغام　　ناز کرتے ہیں سب تیرے خدام
کہہ رہے ہیں بصد خلوص سلام　　آرزوؤں کے ہاتھ پھیلائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

اب ہوں میں اور ترا حسین خیال　　دل کی دنیا ہے اس سے مالا مال
کلفت ہجر میں ہے کیف وصال　　ذکر ترا دلوں کو گرمائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

حسن تیرا سدا دمکتا رہے　　عشق اپنا سدا چمکتا رہے
دل بہلتا رہے، چہکتا رہے　　ہم گئے تھے تو تو بھی آ جائے
ہم ترے آستاں سے ہو آئے

حضرت امام مہدیؑ کا زمانہ
احادیث نبویہ اور بزرگان امت کی نظر میں

(عبدالسمیع خان)

امت محمدیہ کو جس مہدی اور مسیح موعود کی بشارت دی گئی ہے اس کے زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں اشارات موجود ہیں۔ احادیث نبویہ اور بزرگان امت کی تحریروں میں اس کا زمانہ معین طور پر بتایا گیا ہے جو ۱۳ ویں صدی ہجری کا آخر اور ۱۴ ویں صدی کا آغاز ہے۔

کسوف و خسوف کا نشان

امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی سب سے قطعی تعیین سورج اور چاند گرہن کا منفرد نشان کرتا ہے جو حدیث نبویؐ کے مطابق کسی اور مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوا (سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفۃ الخسوف والکسوف) ۔ یہ نشان سنی اور شیعہ دونوں فرقوں میں مسلمہ ہے اور جس زمانہ میں ظاہر ہو وہی امام مہدی کا زمانہ ہے۔

یہ نشان شرائط کے مطابق رمضان کے مہینہ میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں مشرقی دنیا میں اور پھر ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں مغربی دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور اس وقت دنیا میں ایک ہی فرد مہدی اور مسیح ہونے کا دعویدار تھا اور اس نے اس نشان کو اپنی صداقت کے طور پر پیش کیا یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ۔

ضلع ملتان کے ایک بزرگ عالم شیخ عبدالعزیز پہاروی نے اپنے ایک شعر میں ان گرہنوں کا زمانہ بھی متعین کیا ہے۔ فرماتے ہیں غاشی کے عدد یعنی ۱۳۱۱ھ میں دو گرہن ہونگے جو مہدی اور دجال کے ظہور کا نشان ہونگے۔ (اخبار بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

—OO—

۱۲۰۰ ہجری کے بعد نشانات کا آغاز

امام مہدی کے زمانہ کی علامات ۱۲۰۰ھ کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ حدیث نبویؐ ہے "الآیات بعد المائتین" اس کی تشریح میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"اس کا یہ معنی بھی ہے کہ ہزار سال کے بعد دو سو سال یعنی ۱۲۰۰ سال گزرنے کے بعد علامات مکمل طور پر ظاہر ہونگی اور وہی زمانہ مہدی کے ظہور کا زمانہ ہے"۔

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹاتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۲، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

بہت سے دیگر بزرگ بھی اسی موقف کی تائید کرتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق
(وفات ۱۴۸ھ)

"امام مہدی ۲۰۰ میں نکل کھڑے ہونگے یعنی بعد ہزار ہجری کے"۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱ از نور الحسن خان صاحب، مطبع سعید المطابع بنارس، ۱۳۰۱ھ)

حضرت نعمت اللہ ولی

چھٹی صدی ہجری کے یہ صاحب کرامات بزرگ ایک فارسی قصیدہ میں فرماتے ہیں کہ ۱۲۰۰ سال گزرنے کے بعد عجیب نشان ظاہر ہونگے۔ اور مہدی اور مسیح ظاہر ہونگے۔

(اربعین فی احوال المھدیین۔ محمد اسماعیل شہید، ۱۳۶۸ھ مکتبہ پاکستان لاہور)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
(وفات ۱۲۳۹ھ)

اہل سنت مہدی کے ظہور کو ہزار برس سے قبل ہرگز نہیں مانتے کیونکہ ان کے نزدیک ظہور آیات قیامت بارہ سو ہجری گزرنے کے بعد ہوگا۔

(تحفہ اثنا عشریہ اردو، صفحہ ۳۴۸، نور محمد، کارخانہ تجارت، کراچی)

—OO—

۱۳ ویں صدی ہجری میں طلوع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ:

"تیرھویں صدی میں سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس حدیث کی تشریح میں ہے کہ شمس سے مراد امام مہدی ہے"۔

(دبستان مذاہب، صفحہ ۲۸۵، از موبد شاہ، مطبوعہ ۱۳۲۴ھ لکھنؤ)

حضرت علیؓ اور بعض دوسرے علماء امت کے نزدیک بھی طلوع آفتاب سے مراد امام مہدی کا ظہور ہے۔

(بحار الانوار، جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳ مطبوعہ ایران)

السید محمد بن عبدالرسول
(وفات ۱۱۲۳ھ)

مہدی کا ظہور اول بارھویں صدی یا تیرھویں صدی میں ہوگا۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱)

حضرت عبدالرحیم گرھوڑی
(وفات ۱۱۹۲ھ)

سندھ کے باکمال صوفی بزرگ حضرت عبدالرحیم گرھوڑی کو بھی کشفی طور پر بتایا گیا کہ امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی کے اول حصہ میں ہوگا۔

(کلام گرھوڑی، صفحہ ۱۰۷ تا ۱۰۹، از صوفی عبدالرحیم گرھوڑی، طبع اول ۱۹۵۶ء سندھی ادبی سوسائٹی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

تیرھویں صدی کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴، از نواب صدیق حسن خان، مطبع شاہ جہانی بھوپال، ۱۲۹۱ھ)

حضرت ابو قبیل ھانی بن ناضر المصری (وفات ۱۲۸ھ)

سب لوگوں کا اجماع ہے کہ تیرھویں صدی کے چوتھے سال مہدی کا ظہور ہوگا۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)

—OO—

امام مہدی کے مختلف حالات کی خبریں

تیرھویں صدی ہجری میں امام مہدی کے مختلف حالات کی خبریں دی گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ایک ہزار دو سو چالیس سال گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا"۔

(حضورؐ کی وفات کے بعد ۱۲۴۰ گنے جائیں تو ۱۲۵۰ھ بنتا ہے)۔

(النجم الثاقب جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، از مولوی عبدالغفور صاحب مطبع احمدی پٹنہ، ۱۳۱۰ ہجری)

امام عبدالوہاب شعرانی
(وفات ۹۷۶ ہجری)

"امام مہدی کی پیدائش ۱۲۵۵ھ میں ہوگی"۔

(الیواقیت والجواہر، صفحہ ۱۶۰، از علامہ عبدالوہاب شعرانی، طبع اولیٰ، مطبع ازھریہ مصریہ، ۱۳۰۵ھ) شیعہ مسلک کی معتبر کتاب نور الابصار صفحہ ۱۷۰ میں علامہ شبلنجی نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ (وفات ۱۱۷۶ھ)

میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو ہے۔

(تفہیمات الٰہیہ، جلد ۲ صفحہ ۱۲۳، از شاہ ولی اللہ، مدینہ برقی پریس بجنور، ۱۹۳۶ء)

انہوں نے امام مہدی کی تاریخ ظہور لفظ "چراغ دین" میں بیان فرمائی۔ جس کے حروف ابجد ۱۲۶۸ بنتے ہیں۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴)۔

بارھویں صدی کے مجدد نائجیریا عثمان فودیو
(وفات ۱۲۳۲ ہجری)

"مہدی جلد ظاہر ہونے والا ہے"۔

(انفاق المیسور، صفحہ ۶۰۵، از سلطان محمد بیلو یونیورسٹی آف غانا لیگون، ۱۹۶۴ء)

محی الدین ابن عربی
(وفات ۶۲۸ھ)

"مہدی کا ظہور ہجرت کے بعد خ ف ج گزرنے پر ہوگا"۔

(مقدمہ ابن خلدون، صفحہ ۳۵۴، طبع اولیٰ مطبع خیریہ، قاہرہ)

ہجرت کے عدد ۶۰۸ اور خ ف ج کے ۶۸۳ ملا کر ۱۲۹۱ بنتے ہیں۔

ایرانی بزرگ الشیخ علی اصغر البروجردی

زمانہ مہدی آ پہنچا ہے۔ اور اگر تو سال سال صرغی میں زندہ رہا تو ملک بادشاہت اور ملت و دین میں انقلاب آ جائے گا۔ (صرغی کے اعداد ۱۳۰۰ ہیں)۔

(نور الانوار صفحہ ۲۱۵، سید علی اصغر بروجردی، مطبوعہ ۱۳۲۸ھ)

حافظ برخوردار صاحب
(وفات ۱۱۳۰ھ)

پچھے اک ہزار تھیں گزرن ترے سی سال
حضرت مہدی ظاہر ہوسی کرسی عدل کمال

(قلمی نسخہ انواع شریف صفحہ ۱۴)

—OO—

چودھویں صدی کا مجدد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں میں ہوں اور میرے بعد بارہ نیک اور عقل مند شخص ہوں اور مسیح ابن مریم اس کے آخر پر ہوں"۔

(اکمال الدین، صفحہ ۲۶۴، از ابن بابویہ القمی، مطبع مھدویہ نجف)

اس حدیث میں حضورؐ نے اپنے بعد ۱۲ مجددین کی

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینجر)

خبر دی ہے اور تیرھواں مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں کے شروع میں ہوگا۔

الشیخ الرجاوی

انہوں نے اپنے قصیدہ میں تیرہ صدیوں کے مجددین کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

" آخری صدی (چودھویں صدی) میں عیسیٰ رسول اللہ صاحب معجزات اس امت کے دین کی تجدید کرے گا۔ (امام مہدی کا ظہور صفحہ ۲۲۰)۔

اہل حدیث لیڈر نواب صدیق حسن خان صاحب

ہر اندازہ کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر مہدی کے ظہور کا قوی احتمال ہے۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۵۲)

حدیثوں میں مریم وابن مریم آیا ہے کہ وہ صدی کے سر پر آئے گا۔ اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔

(رسالہ انجمن تائید اسلام اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۲)

اثنا عشریہ عقیدہ

انیسویں یا بیسویں صدی کا آغاز ہی امام مہدی کا زمانہ خروج ہے۔

(رسالہ برہان۔ نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۴۳)

خواجہ حسن نظامی

تمام عالم عرب اس زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام کا انتظار کر رہا ہے اور سب کے اندازے یہی ہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر ہی ظاہر ہونگے۔

(شیخ سنوسی اور ظہور مہدی آخر الزمان، بحوالہ ظہور امام مہدی صفحہ ۳۸)

اودھ کے نامور عالم دین سید محمد احسن صاحب امروہوی

ان کی تشریف آوری ۱۳۰۶ میں ہونے والی ہے۔

(کواکب دریہ، صفحہ ۱۵۵، از سید محمد احسن رئیس امروہہ۔ مطبع المطابع امروہہ)

—○○—

امام مہدی پیدا ہو چکا ہے

سرحد کے ایک بزرگ حضرت پیر کوٹھ شریف (وفات ۱۲۹۴ھ) فرماتے ہیں:

" ایک اور مجدد پیدا ہو گیا ہے لیکن اس کے ظہور میں کچھ عرصہ باقی ہے۔ اس فقیر کے خیال میں وہ مدت چھ سال ہونی چاہئے۔ اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا اور تم میں سے کوئی نہ کوئی مہدی موعود کی زیارت کا شرف بھی حاصل کرے گا"۔

(نظم الدرر فی سلک السیر، صفحہ ۳۳۵، از ملا صفی اللہ مطبع فاروقی ایلی ۱۹۰۵ء)

—○○—

پیش گوئیوں کے مطابق

اس معین زمانہ میں پیش گوئیوں کے مطابق صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ آپ ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۹۰ھ میں مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۳۰۰ھ میں دعویٰ فرمایا۔ ۱۳۰۶ھ (۱۸۸۹ء) میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۱۱ھ میں سورج چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔ ۱۳۲۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں:

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

" بہت سے اہل کشف مسلمانوں میں سے جن کا شمار ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے اور نیز خدا تعالیٰ کی کلام کے استنباط سے بالاتفاق یہ کہہ گئے ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی کے سر سے ہرگز ہرگز تجاوز نہ کرے گا اور ممکن نہیں کہ ایک گروہ کثیر اہل کشف کا کہ جو تمام اولین اور آخرین کا مجمع ہے وہ سب جھوٹے ہوں اور ان کے تمام استنباط بھی جھوٹے ہوں"۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳۴)

اعلان
برائے موصیان

ہر ایسی جائیداد جو آپ کی آمد سے خرید کی گئی ہے خواہ کسی اور کے نام سے ہو وہ جائیداد موصی کی شمار ہوگی البتہ ایسی جائیداد جو کسی موصی کے نام سے ہو اور موصی کی آمد سے خرید کردہ نہیں بلکہ بے نامی کی ہے اس بارہ میں موصی کا بیان دفتر وصیت میں ریکارڈ ہونا ضروری ہے تا بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

لاس اینجلس (کیلیفورنیا۔ امریکہ) میں یوم پیشوایان مذاہب

۲۵۰ غیر از جماعت افراد کی شرکت، ۸ مذاہب کے ۱۴ مقررین کا حاضرین سے خطاب

امریکہ (نمائندہ الفضل) ۲۹ اکتوبر بروز اتوار جماعت احمدیہ لاس اینجلس کے زیر اہتمام جلسہ یوم پیشوایان مذاہب بڑے اہتمام سے منعقد کیا گیا۔ آٹھ مذاہب کے چودہ مقررین نے اس جلسہ کی کاروائی میں حصہ لیا اور اپنے مذہبی راہنماؤں اور تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا۔ یہودی مذہب، ہندو مذہب، سکھ مذہب، کنفیوشس مذہب، ٹاؤ ازم، بدھ مذہب کے نمائندگان کے علاوہ ۶ مختلف پادریوں نے جو عیسائیت کے مختلف فرقہ جات سے تعلق رکھتے تھے، حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور عیسائیت کے اصولوں اور فلسفہ حیات پر حاضرین سے خطاب کیا۔ اسلام کی نمائندگی میں محترم انور محمود خان صاحب نے اسلام کے بارے میں مغرب میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کے عنوان سے خطاب کیا جس میں مسئلہ جہاد، اسلام میں عورت کا مقام، اسلامی نظریہ عدل اور فلسفہ خیر و شر کے بارہ میں قرآنی آیات کی روشنی میں حقیقت حال کو واضح کیا اور محترم صاحبزادہ راشد لطیف راشدی صاحب نے بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی سے حاضرین کو متعارف کرایا۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جو برادرم سعود احمد صاحب نے قرات کے ساتھ پیش کی۔ قرآن کریم کی آیات میں وہ مقناطیسی کشش ہے کہ تین غیر مسلم مقررین نے اپنی مختصر تقاریر میں اس غیر معمولی اثر کا ذکر کیا۔

تلاوت اور اس کے ترجمہ کے بعد محترم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب صدر جماعت لاس اینجلس نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ آپ نے یہ واضح کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۳۹ء میں ان جلسوں کا آغاز فرمایا تھا اور جماعت احمدیہ عالمگیر ساری دنیا میں ہر سال بڑے اہتمام سے پیشوایان مذاہب کا دن مناتی ہے اور ان جلسوں کا انعقاد کرتی آئی ہے۔

محترم انعام الحق کوثر صاحب امام مسجد بیت الحمید نے میر مجلس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے تمام مقررین کا تعارف کروایا اور ساتھ ساتھ ہر مقرر کی تقریر کے بعد اسکے پیغام کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش فرمایا۔ اس طرح جہاں جہاں موقع کی مناسبت سے ضرورت تھی کہ اسلامی مؤقف پیش کیا جائے وہاں حاضرین کو اسلامی تعلیم کے اس حسین پہلو سے آگاہ فرمایا مثلاً سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا نانک کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کا خلاصہ مکرم من موہن سنگھ صاحب کی تقریر کے بعد پیش کیا۔ اسی طرح ٹاؤ ازم کے بیان کے بعد اسلام سے اسکی مماثلت دربارہ توحید کی نشاندھی کی۔

آخر میں دعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیرو خوبی اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

وہ فرط شوق کہ تو نے جسے برا جانا
وہ التفات کہ میں نے جسے سزا جانا
ملا اسے بھی مداوا مرور وقت کے ساتھ
وہ درد دل کہ جسے میں نے لادوا جانا
گئے دنوں کی کوئی بازگشت ہو شاید
مری نہ تھی جسے تو نے مری صدا جانا
شعور زیست سے آخر وہ بت بھی ٹوٹ گئے
مری نگاہ نے جن کو کبھی خدا جانا
قریب آتا گیا اور گریز پا بھی رہا
وہ اجنبی کہ جسے میں نے آشنا جانا
عجب درد تھا آغاز رسم و راہ میں بھی
وہ ابتدا تھی جسے میں نے انتہا جانا
اگرچہ دل کی حماقت پہ ناز بھی ہے مجھے
میں سوچتا ہوں کہ وہ کیا تھا میں نے کیا جانا
یہی خلوص مرے دل کو توڑ پھوڑ گیا
مرا خلوص جسے آپ نے ریا جانا
فلک کو زخمی دلوں نے جلا جلا ڈالا
کہ وہ تو آگ تھی میں نے جسے نوا جانا
اشارہ قطع تعلق کا تھا وہی ناہید
کہ میری سادہ دلی نے جسے حیا جانا

(عبدالمنان ناہید)

سجدۂ تلاوت کی دعا

قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت سجدۂ تلاوت سنت رسولؐ ہے۔ تلاوت کرتے ہوئے جب ایسی آیت تلاوت کی جائے تو سجدہ کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے وضو ضروری نہیں۔ سجدہ میں مسنون تسبیحات کے علاوہ یہ دعا پڑھنا بھی حدیث رسول سے ثابت ہے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ۔ (جامع سنن ترمذی)

ترجمہ: میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قدرت سے اسے سننے اور دیکھنے کی قوت عطا کی۔

Kenssy
Fried Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

خطبہ جمعہ

صبر کے ساتھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں
اللہ آپ کے توکل کو کبھی پھلوں سے محروم نہیں فرمائے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۲۹ تبوک ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾
وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۳﴾
(ابراہیم: ۱۲ و ۱۳)

یہ آیات جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے سورہ ابراہیم کی بارھویں اور تیرھویں آیات ہیں۔ ان سے متعلق جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے صبر کے مضمون کے بیان کے وقت میں نے پہلے بھی خطبہ دیا ہے یعنی ایک خطبے میں ان کا ذکر کیا تلاوت بھی کی۔ لیکن آج جس غرض سے میں نے تلاوت کو دہرایا ہے وہ مضمون صبر ہی کا ہے مگر اس کے بعض مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے پیغمبروں نے انہیں کہا کہ یہ سچ ہے کہ ہم تمہاری طرح ہی کے بشر ہیں "ولکن اللہ یمن علیٰ من یشاء من عبادہ" لیکن اللہ کی مرضی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو پسند کرلیتا ہے اور چن لیتا ہے۔ کس غرض سے "یمن"، احسان کرنے کے لئے یعنی خدا کا انتخاب احسان کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا، یہ بحث نہیں کی جاسکتی کہ اسے کیوں چنا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جہاں بھی ان بحثوں کو رد فرمایا ہے کہ کسی کا کوئی حق نہیں کہ یہ پوچھے کہ اس کو کیوں یہ دیا گیا اس کی حکمت یہ ہے کہ فی ذاتہ کوئی انسان بھی کسی منصب کا مستحق نہیں ہے۔ اور جسے اللہ چاہے وہ احسان کے طور پر اسے چنتا ہے اور جسے اللہ چاہے وہ مستحق ہوجاتا ہے پھر وہ مٹی بھی ہو تو اس سے آدم پیدا ہوتا ہے۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو بہت گہرا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگرچہ ہمیں خدا کے انبیاء بہت بلند مرتبہ دکھائی دیتے ہیں اور یہ دلیل قائم کی جاسکتی ہے کہ خدا نے ان کی عظیم شان کے پیش نظر، ان کی اعلیٰ صفات کے پیش نظر ان کو چنا لیکن ایک اور دلیل بھی ہوسکتی ہے کہ خدا نے چنا اور مٹی سونا بن گئی، خدا کی نظر التفات پڑی تو کچھ سے کچھ ہوگئے۔ انبیاء اپنے متعلق یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ انبیاء کے پیرو پہلے نظریہ کے قائل ہوتے ہیں مگر انبیاء خود جب اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں پاتے۔ پس یہاں جو "یمن" کا لفظ ہے یہ بہت ہی اہم چابی ہے اس مضمون کو سمجھنے کے لئے کہ اللہ کی مرضی ہے ہم بھی تو تمہارے ہی جیسے انسان تھے مگر وہ جسے چاہتا ہے احسان کے لئے چن لیتا ہے۔

"وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ" یہ مضمون اس تشریح کو، اس تفسیر کو تقویت دے رہا ہے۔ خدا کے بندے، سچے بندے، عاجز بندے جب انہیں کوئی منصب عطا ہوتا ہے تو یہ نہیں کہتے کہ ہماری خوبیوں کی وجہ سے، ہماری صلاحیتوں کی وجہ سے یہ منصب عطا ہوا تھا بلکہ ہم بھی تو تم ہی جیسے تھے کوئی فرق نہیں تھا۔ اس میں ان کی انکساری اس مضمون کو ایسے رنگ میں بیان کردیتی ہے کہ بسا اوقات یہ محسوس ہوتا ہے کہ انکساری میں بھی مبالغہ کیا جارہا ہے ورنہ انبیاء کی پہلی حالت جب کہ ان کو منصب عطا نہیں ہوتا اس حالت سے مختلف ہوتی ہے جو قوم کی حالت ہو اور بہت نمایاں مختلف ہوتی ہے مگر انبیاء کی انکساری میں بھی کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ وہ اپنی پہلی حالت کو بھی اللہ کا احسان سمجھتے ہیں اور یقین جانتے ہیں کہ وہ حالت ان کو خدا سے اس لئے عطا ہوئی کہ ان سے خدا نے بڑے بڑے کام لینے تھے اگر ان کو وہ احسان والی حالت پہلے عطا نہ ہوئی ہوتی تو آئندہ مناصب کے لئے وہ موزوں ثابت نہ ہوتے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا ہے کہ

سب کچھ تری عطا ہے ★★★★ گھر سے تو کچھ نہ لائے

یہ وہ مضمون ہے جس پر انبیاء کی نظر ہوتی ہے۔ پس لوگ خواہ کسی معنوں میں بھی ان کا مرتبہ دیکھیں وہ اپنے مرتبے کو سب سے زیادہ پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ "من" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اللہ کا احسان ہے اور جو کچھ ہمیں عطا ہوا خدا ہی کی طرف سے عطا ہوا، منصب سے پہلے بھی اسی کی طرف سے عطا ہوا، منصب کے بعد بھی اسی کی طرف سے عطا ہوا۔ اس کے بعد جب لوگ کہتے ہیں کہ یہ کرکے دکھاؤ تو کہتے ہیں ہم میں تو طاقت نہیں ہے۔ ہم نے کب کہا تھا کہ ہم تم پر فوقیت رکھتے ہیں۔ کب دعوے کئے تھے کہ غیر معمولی طاقتوں کے حامل ہیں، تو ہم سے کیا مطالبہ کرتے ہو "ما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ" جس نے چنا ہے جس نے منصب عطا کیا ہے اسی کا کام ہے وہ سلطان دے تو دے، ہم دکھائیں گے ورنہ خالی ہاتھ ہیں۔

پس دیکھیں اس تفسیر کو قرآن کی یہ آیت اپنی ذات ہی میں کس طرح تقویت دے رہی ہے۔ ایک طرف ایک پہلو بیان ہوا ہے دوسری طرف اس کے حقیقی معنوں کو تقویت دینے والا دوسرا پہلو بھی بیان فرمادیا گیا۔ "وعلی اللہ فلیتوکل المومنون" اور اللہ ہی پر مومن توکل کرتے ہیں۔

توکل کا مضمون بھی اس آیت کے حوالے سے ایک اور شان سے ہمیں سمجھ آتا ہے۔ اللہ کے نبی کہہ رہے ہیں قوم سے کہ ہم خالی ہاتھ تھے، ہمیں خدا نے احسان کے طور پر چنا۔ ہم اس بحث میں تم سے نہیں الجھیں گے کہ تم سے بالا ہم میں کیا خوبی تھی۔ جب اس کی نظر پڑی ہم روشن ہوگئے جیسے سورج کی شعاعیں خواہ کیسی ہی تاریک اور سیاہ چیز پر پڑیں تو اس کو روشن کردیتی ہیں تو ہم نے تو اللہ کے نور سے سب فیض پایا ہے، اسی نے ہمیں چنا، اسی نے ہمیں روشن کیا اور ہمارے پاس ذاتی طور پر کچھ نہیں تھا پس تم جو یہ مطالبے کرتے ہو کہ یہ کرکے دکھاؤ اور وہ کرکے دکھاؤ یہ ہمارے دعویٰ کے برعکس ہیں۔ ہم تو یہ دعویٰ کرتے ہی نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ جس نے چنا اس نے ہر ضرورت پوری کی۔ یہ جانتے ہیں کہ اس نے پشت پناہی فرمائی اور غیر کے مقابل پر بڑی قوت اور شان کے ساتھ پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ اور مجال نہیں کسی مخالف کی کہ ہمیں ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ سکے، اس کا کوئی بدارادہ کامیاب نہیں ہونے دیا۔ پس یہ ہماری طاقت سے نہیں تھا، یہ جانتے ہوئے کہ ہم کچھ نہیں ہیں پھر جو کچھ ہم نے پایا ہے یہ اس مضمون کو ثابت کرتا ہے کہ اللہ ہی پر توکل ہونا چاہئے اور اسی پر ہمارا توکل ہے۔ اور یہاں توکل کے مضمون میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سب مومنوں کو شامل کرلیتے ہیں۔ جہاں تک نبوت کا مضمون تھا وہ اس سے پہلے گذر گیا اس میں حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ تنہا تھے کیوں کہ آپؐ ہی کو چنا گیا۔ لیکن جب توکل کا مضمون ہے تو انبیاء میں جو الٰہی تائیدات دیکھنے والے مومن ہیں ان کو توکل عطا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب تک ہم اس کے ساتھ ہیں خدا ہمارے ساتھ ہے کیونکہ اس کے ساتھ یقیناً خدا ہے، وہ توکل جو ہے وہ ہمیں عطا ہوا ہے۔ "وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون" پس مومنوں کو چاہئے کہ اسی خدا پر توکل رکھیں اور توکل جاری رکھیں جس خدا نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بے شمار اور لامتناہی تائیدات کے ذریعے ثابت کردیا کہ آپؐ کا توکل صرف خدا پر تھا۔

پھر اسی مضمون کو اسی طرح جیسا کہ پہلی آیت اپنی ذات میں شہادت رکھتی تھی کہ جو مضمون بیان ہورہا ہے اسی طرح ہے۔ قرآن کی طرف کوئی بیرونی بات منسوب نہیں ہورہی، خود قرآن پیش کرتا ہے، اس کے دلائل قائم کرتا ہے۔ اگلی آیت اسی توکل کے مضمون کو لے کر آگے چلتی ہے "و مالنا الا نتوکل علی اللہ و قد ھدانا سبلنا" ہمارا ماضی گواہ ہے جب، جب ہم جانتے ہیں کہ اس خدا نے ہمیں خود ہدایت کی راہیں دکھائی ہیں اور ان راہوں پر چل کے ہم نے کامیابیاں حاصل کی

ہیں تو ہم پاگل ہوگئے ہیں "مالنا" کا مطلب ہے ہم پاگل تو نہیں ہوگئے، ہمیں کیا ہوگیا ہے جو ہم پھر اس خدا پر توکل نہ کریں جو تمام ماضی میں ہماری پشت پناہی فرماتا رہا اور ہماری تائید کرتا رہا اور ہمیں ہدایت کی راہیں دکھاتا چلا گیا۔

صبر وغیرہ کے مضمون میں بڑے امتحان پہلے انسان پاس کرتا ہے چھوٹے امتحان بعد میں درپیش آتے ہیں اور جتنے امتحان چھوٹے ہوتے چلے جائیں اتنے ہی مشکل ہوتے چلے جاتے ہیں

یہاں صراط مستقیم کا ذکر نہیں ہے یہ یاد رکھنا چاہئے "قدھدانا سبلنا" ہر مومن کو جو مشکل درپیش ہوتی ہے اس سے خدا نکالتا ہے یہ اصل بنیادی مضمون ہے جو یہاں بیان فرمایا جارہا ہے۔ ہر مومن کی اپنی راہ ہے اپنی مشکلات کی، اپنی زندگی کی راہ ہے۔ کسی کی کچھ زیادہ کٹھن، کسی کی کم کٹھن مگر کسی مومن کی راہ آسان نہیں ہوتی مگر توکل کے ذریعے۔ ہر مومن کی راہ کو اللہ کا فضل ہی آسان فرماتا ہے۔ تو مومن کہتے ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ کی گواہی میں ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس پر جو خدا کا فیض نازل ہوا اس کی روشنی پھیل گئی اور ہم پر بھی وہ روشنی پڑی، ہم پر بھی وہ شعاعیں پڑیں اور ہم میں سے ہر ایک گواہ ہے کہ ہر مشکل کے وقت اللہ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے، اسی نے ہماری تائید کی ہے۔ اس عظیم ماضی کو دیکھتے ہوئے ہم پاگل تو نہیں ہوگئے کہ اب توکل چھوڑ دیں۔ پس آئندہ بھی خدا ہی ہمیں کافی ہے جو پہلے وکیل تھا وہ اب بھی وکیل ہے اور وکیل بنا رہے گا۔

"ولنصبرن علیٰ ما اذیتمونا" اب یہ جو توکل کے مضمون کی تیاری ہے اس نے صبر کے مضمون پہ پہنچادیا۔ توکل کرنے والے جب توکل کرتے ہیں تو یہ مطلب نہیں کہ ابھی مشکل پڑی اور ابھی حل ہوگئی۔ جو یہ دیکھتے ہیں وہ توکل نہیں ہوتا وہ تو نقد نقد کے سودے کے عادی ہوتے ہیں۔ توکل میں صبر کا مضمون داخل ہے۔ توکل ایسے حالات میں کیا جاتا ہے جب کہ ظاہری طور پر کوئی مدد نہ دکھائی دے اور پھر انسان کو یقین ہو کہ ایسا ہی ہوگا اور ہوکر رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ توکل کے مضمون کو کس لطافت کے ساتھ گھیرتے ہوئے جیسے مومنوں کو ہدایت کی راہیں دکھاتا ہے، ان کے ذہنوں کو بھی ہدایت کی راہیں دکھاتا ہے اور ایک مضمون سے دوسرے کی طرف ہاتھ پکڑ کر لے جاتا ہے۔ فرمایا "ولنصبرن علیٰ ما اذیتمونا" اب اس توکل کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ ضرور صبر کریں گے کیوں کہ اس راہ پر صبر کا پھل ہمیشہ ہم نے میٹھا پایا ہے۔ کبھی بھی تکلیفوں پر صبر کرتے ہوئے ہم نے بدنتیجہ دیکھا نہیں ہے۔ اس لئے جو "سبل" کی طرف اشارہ تھا کہ "سبلنا" ہماری راہیں خدا کے توکل کی وجہ سے آسان ہوگئیں اس میں یہ بھی اب دینی جو تکلیف ہے اس کو نمایاں طور پر پیش فرمادیا گیا کہ مومنوں کی راہوں میں کچھ ذاتی مسائل بھی ہوتے ہیں، کچھ دینی مسائل بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ راہیں ہیں جہاں دینی تکلیفیں ضرور ان کو پہنچتی ہیں اور ان تکلیفوں کے نتیجے میں صبر ان کو تقویت دیتا ہے اور توکل حوصلہ بخشتا ہے کہ نتیجہ بہرحال اچھا نکلے گا کوئی دنیا کی طاقت اس نتیجے کو تبدیل نہیں کرسکتی۔ پھر دوبارہ دہرایا گیا، یہ کہنے کے بعد ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تم ہمیں دکھ پہنچاؤ گے "و علی اللہ فلیتوکل المتوکلون" اس تکرار میں یہ حکمت بھی ہے کہ پہلا مضمون اگر ذاتی مصائب سے تعلق رکھتا تھا تو یہ دوسرا مضمون خالصۃً للہ اٹھائی جانے والی تکلیفوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جب خدا نے تمہارے ذاتی مسائل میں تمہیں نہیں چھوڑا، جب بھی تم نے صبر کیا اور اس پہ توکل کیا اس نے ہمیشہ تمہاری راہوں کو آسان کردیا تو اب خدا کی خاطر اگر صبر کرتے ہوئے خدا کی خاطر تکلیفیں اٹھاتے ہو تو کیسے ممکن ہے کہ وہ خدا اپنی خاطر تکلیفیں اٹھانے والوں کو چھوڑ دے۔ ناممکن ہے۔ پس اپنی ذات کے مسائل سے سبق لو ہمیشہ وہ تمہارے ساتھ غیر معمولی فضل کا سلوک فرماتا رہا ہے ہر مشکل سے نکالنے والا وہی تھا تو اب دین کی خاطر جو تم مشکل اٹھاؤ گے یا مشکل میں پڑو گے تو اس کا وہم بھی نہیں پیدا ہوسکتا کہ خدا جو تمہارے کاموں میں تمہارا مددگار تھا اپنے کاموں میں تمہارا مددگار نہ رہے۔ وہ تو بدرجہ اولیٰ تمہاری مدد کے لئے اترے گا پس دینی معاملات میں بھی صبر ہی کی بدولت انسان توکل کے اعلیٰ مقام کو پہچان سکتا ہے۔ صبر اور توکل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ صبر نہ رہے تو توکل کی کمی کی نشاندھی ہوتی ہے اور توکل نہ ہو تو صبر نہیں ہوسکتا۔ یہ دو باتیں ایسی لازم و ملزوم ہیں کہ جب اس پر آپ مزید غور کریں تو آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی حکمتیں بعض صفات کو بعض دوسری صفات سے باندھ دیتی ہیں، غور کرکے دیکھیں تو الگ ہو ہی نہیں سکتی تھیں۔ پس جہاں انسان اپنے مقصد کی کامیابی سے مایوس ہوجائے وہاں صبر نہیں رہتا، جہاں صبر رہے وہاں مقصد کی کامیابی پر یقین لازماً رہتا ہے کیونکہ بے مقصد صبر کوئی چیز نہیں ہے۔

صبر کے مضمون کے دوسرے پہلو مختلف آیات کے حوالے سے میں بیان کرچکا ہوں۔ یہاں "اذیتمونا" والے پہلو پر خصوصیت سے میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ صبر دکھوں پر بےچین نہ ہونا، ہمت نہ ہارنا، ایمان کو ہاتھ سے نہ کھودینا اور یقین اور کامل یقین پر قائم رہنے کا نام ہے۔ لیکن صبر کئی قسم کے ہیں۔ بعض صبر ایسے ہیں جن میں مجبوری ہے، دشمن دکھ دیتا ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں کوئی اختیار نہیں ہے، یہ بےاختیاری کا صبر ہے۔ اور یہ صبر اگر فضیلت بنتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ اس صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو ادا کیا جاتا ہے جب کہ عام حالات میں وہ بہت مشکل کام ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی اور ایک بےطاقت آدمی پر جب کوئی ظلم کرتا ہے تو بسا اوقات اور کچھ نہیں کرسکتا تو زبان سے گالیاں تو دے دیتا ہے، اتنا تو اس کا بس ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں اچھا پھر جو کرنا ہے کرو یعنی ہم نے اپنا بدلہ اتارلیا جو ہم میں طاقت تھی اتنا تو کردیا اور یہ صبر نہیں ہے یہ بےاختیاری ہے۔ مگر اگر گالی دینے کی طاقت ہے اور کوئی دکھ پہنچانے کی طاقت ہے اور خدا کی خاطر انسان رک جاتا ہے باوجود اس کے کہ عمومی غلبہ تو نہیں ہے مگر کچھ نہ کچھ دل کی بھڑاس نکالنے کی طاقت تو موجود ہے وہاں انسان جب تالے لگا بیٹھتا ہے محض اس لئے کہ اللہ نہیں چاہتا تو یہاں دہرے صبر کی ضرورت ہے۔ ایک تکلیف میں پڑے ہوئے شخص کا واویلا نہ کرنا اس کے دکھ میں اضافہ کردیا کرتا ہے۔ وہ ماں جس کو بچے کا غم پہنچا ہو اگر وہ واویلا کرتی ہے شور مچاتی ہے تو کچھ نہ کچھ دل کی بھڑاس نکل جاتی ہے۔ لیکن اگر اپنی زبان پر تالے لگالے اور للہ لگائے تو یہ کمزوری تو ہے مگر کمزوری میں بھی ایک شان پیدا کردیتی ہے یہ بات۔ یہ وہ صبر ہے جو تعریف کے قابل ہے جس کے متعلق قرآن کریم بار بار مومنوں کو متوجہ کرتا ہے کہ صبر کو اختیار کرو۔ تو عجیب شان ہے قرآن کی، ایسی عظیم تعلیم ہے کہ ہماری بےاختیاریوں کو قابل تعریف بنا دیتا ہے ورنہ بےدین انسان کی بےاختیاری تو محض اس کی ذلت اور رسوائی کا موجب ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ مگر مومن جانتا ہے کہ اس بےاختیاری کے اندر ہی میری عظمت اور میری شان نمایاں ہے، جو میں کرسکتا تھا، خدا کی خاطر نہیں کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ میں زیادہ کی طاقت بھی ہوتی تب بھی میں اسی طرح کا سلوک کرتا۔ یہ گواہ ہے اس بات پر یہ صبر کہ مومن کو جب غلبہ نصیب ہوگا تو وہ کسی پہ ظلم نہیں کرے گا۔ مومن کو جب غلبہ نصیب ہوگا تو کسی سے وہ اپنے بدلے نہیں لے گا کیونکہ بدلے کی جس حد تک بھی اس میں طاقت تھی خدا کی خاطر وہ رک گیا تھا۔

الٰہی نظام امتحانات میں وفا لازم ہے اور آخر وقت تک ثابت قدم رہنا اور ہر امتحان میں کامیاب ہوتے چلے جانا ضروری ہے

پس صبر ایک عظیم تربیتی دور ہے جس میں سے مومن کو گذارا جاتا ہے۔ اور صبر کے بغیر اعلیٰ اخلاق کی تربیت اپنے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی۔ وہ قومیں جنہوں نے عظیم الشان کام سرانجام دینے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ انہیں صبر کے رستے سے گذارا جائے۔ اور صبر ہی کا رستہ ہے جو تمام عظیم الشان نتائج پیدا کرتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم اسی مضمون کے متعلق فرماتا ہے۔ انبیاء کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو امامت عطا کی، ان کو مھدویت عطا کی

"ولقد اتینا موسیٰ الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقاء ہ وجعلنہ ھدیً لبنی اسرآئیل" (السجدہ:۲۴)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی۔ پس اس کی لقاء سے یعنی اللہ سے ملاقات کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہو۔ "وجعلنہ ھدیً لبنی اسرآئیل" (السجدہ: ۲۴) اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا موجب بنایا، ہدایت کا ذریعہ بنادیا۔ سورۃ انبیاء میں اسی مضمون کی آیت سے پہلے پانچ انبیاء کا اور ذکر ہے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک حضرت ہارون علیہ السلام ایک حضرت اسحاق علیہ السلام اور ایک حضرت یعقوب علیہ السلام اور

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

ان سب کا ذکر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ یہ نتیجہ نکالتا ہے۔

نظام جماعت کا حق بھی وہی ادا کر سکتے ہیں جن کو صبر نصیب ہو اور صبر کے بغیر نظام جماعت قائم ہو ہی نہیں سکتا

"وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا" (الانبیاء:۷۴) ہم نے یہ جو لوگ ہیں جن میں سے بعض نبی ہیں جن کا ذکر کیا ہے بعض دوسرے تھے جن کا پہلے ذکر گذرا ہے ان میں سے نبی چنے ہیں اور ان نبیوں کو ہم نے کیا مقام بخشا۔ ان کو امام بنایا "یھدون بامرنا" لیکن امام مہدی بنایا کیونکہ وہ ہماری ہدایت سے آگے ہدایت دیتے تھے۔ ہدایت پاکر پھر ہدایت دینے والے کو مہدی کہتے ہیں۔ اپنی طرف سے ہدایت دینے والے کو ہادی کہا جاتا ہے۔ تو فرمایا وہ تمام انبیاء جن کا ذکر گذرا ہے وہ سب امام مہدی تھے یعنی اللہ نے انکو امام بنایا اور ان کو مہدی بنادیا، ہدایت دی تو اللہ سے ہدایت پاکر آگے لوگوں کو دی۔ کیوں کیا ایسا؟ سورہ السجدہ کی آیت نمبر ۲۵ اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ فرمایا "وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا" یہ مرتبہ اور یہ مقام ان کو اس وقت عطا ہوا جب انہوں نے صبر کیا یا بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا ان کو یہ بلند مرتبہ عطا کیا گیا۔ تو مومن تو اپنی ذات میں خدا کے انعامات کا کوئی استحقاق نہیں پاتا خدا کے نبی سب سے زیادہ اپنی حقیقت کو سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ایک عجیب قانون چل رہا ہے وہ خود ہی نعمتیں عطا کرتا ہے اور ان نعمتوں کو بہانہ بنا دیتا ہے مزید نعمتوں کے لئے۔ صبر بھی اسی نے عطا کیا اور اس کی طاقت کے بغیر صبر ممکن نہیں ہے، اسی لئے قرآن کریم نے صبر کے ساتھ دعا کے مضمون کو ہمیشہ باندھا ہے "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" صبر کے ساتھ اور صلوٰۃ کے ساتھ تم خدا تعالیٰ سے مدد مانگو۔ اور سورہ عصر میں بھی نصیحت کے مضمون کے ساتھ صبر کو باندھا گیا ہے لیکن یہ سب اللہ کے احسانات ہیں جن کا ذکر چل رہا ہے ورنہ جب ساری دنیا گھاٹے میں ہو تو کسے توفیق مل سکتی ہے کہ وہ صبر کے ساتھ خوبیوں پر قائم رہے تو جہاں ظاہر نہیں بھی کیا گیا وہاں مضمون کا نقشہ بتا رہا ہے کہ صبر کی توفیق اللہ کے احسان کے سوا مل نہیں سکتی۔ پس انبیاء تو اپنے آپ کو ہمیشہ خالی ہاتھ پاتے ہیں اور جو بھی نعمتیں ان کو عطا ہوتی ہیں جانتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے عطا ہوئی ہیں۔ مگر اللہ نے کچھ استحقاق کے قوانین بنا رکھے ہیں ان قوانین پر چلنے کی توفیق اسی سے آتی ہے مگر چلتا تو کوئی ہے تب وہ انعام پاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ صبر کا پھل اتنا میٹھا، اتنا عالی شان ہے کہ جن لوگوں کو ہم نے نبوت کے مراتب تک پہنچایا اور ان کے لئے چن لیا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا۔ اب یہاں صرف صبر کی خوبی کا بیان ہے اور کسی چیز کا نہیں۔ واحد وجہ ان کی صبر بیان فرمائی ہوئی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ صبر، اللہ کی خاطر صبر تمام خوبیوں کا حامل ہوا کرتا ہے۔ بڑے بڑے امتحانات میں سے انسان گذرتا ہے، اگر للہ صبر کرتا ہے بہت بڑی نیکی ہے اس سے بڑی نیکی ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے حقیقت میں اس نیکی کا حق ادا کرنے والوں کو سب سے بلند مرتبہ عطا فرمایا گیا یعنی نبوت کا مرتبہ۔ اور صبر کا ایک دوسرا معنیٰ بھی اس میں پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جو نیکی اختیار کی اس کو چھوڑا نہیں۔ بہت مخالفانہ کوششوں کے باوجود، دکھوں کے باوجود، نیکیوں پر قائم رہے۔ جو خدا نے ہدایت دے دی اس ہدایت سے ٹلے نہیں یہ سب صبر کے اندر داخل ہیں۔ پس دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کے مضمون کو اس شان سے بیان فرما رہا ہے اور اس کی یہ شان بیان فرما رہا ہے کہ نبوت بھی صبر ہی کا پھل ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے اس میں بہت بڑی نصیحت ہے۔ آج کل جماعت احمدیہ جس دور میں سے گزر رہی ہے اس میں اس تکرار کی ضرورت ہے، بار بار دشمن کو یہ بتانے کی ضرورت ہے "ولنصبرن علی ما اذیتمونا" ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تم ہمیں دکھ پہنچاؤ گے۔ تم سے خیر کی تو توقع ہی کوئی نہیں، دکھ تو تم نے پہنچانے ہی ہیں، پہلے بھی پہنچایا کرتے تھے۔ اور جب ہم نے صبر کیا تو اللہ نے ہماری مشکل راہوں کو آسان کردیا۔ پس آئندہ کے لئے خدا کی صبر ہی کی عطا ہے جو مزید انعامات کا موجب بن جائے گی، مزید انعامات کا ذریعہ بن جائے گی۔ صبر ہی کے ذریعے ہم نے پہلے اللہ کی عنایات کے پھل کھائے اگرچہ صبر خود بھی تو اللہ کی عنایت تھا۔ مگر آئندہ بھی ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں اے دشمن! کہ تم دکھ پر دکھ پہنچاتے چلے جاؤ ہم صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ جب یہ دامن چھٹا تو ہر دوسرا دامن چھٹ گیا کیوں کہ جب صبر کا دامن چھٹ جائے تو پھر انسان کے قدم اکھڑ جاتے ہیں پھر وہ کہیں سے کہیں بدکتا ہوا دور سے دورتر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس صبر پر قائم رہنا اور اس یقین کے ساتھ قائم رہنا کہ دشمن نے ایذاء رسانی ضرور کرنی ہے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو یہ بتانا کہ جو بس چلتا ہے کرتے چلے جاؤ ہم نے بھی صبر کو ایسی مضبوطی سے تھام رکھا ہے کہ کوئی دنیا کی طاقت ہمارا ہاتھ صبر کے دامن سے چھڑا نہیں سکتی۔

اور "وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون"۔ پہلی جگہ فرمایا تھا "مومنون"، اب وہ مومنوں کا ذکر ہوگیا ان کو متوکل بنادیا اب مومنوں کو متوکل کے طور پر پیش فرمایا ہے کہ مومنوں کی جماعت اور متوکلون کی جماعت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس توکل کرنے والے اللہ ہی پہ توکل کرتے ہیں کسی اور چیز پر توکل نہیں کرتے۔ تو جماعت احمدیہ کا بھی توکل خالصتاً اللہ پر ہے اور صبر کے ساتھ ہم اس توکل سے بھی چمٹے رہیں گے۔ اور ہم نے اپنے ماضی کو دیکھا ہے دوسری مذہبی قوموں کے ماضی کو دیکھا ہے کبھی ایک بھی اشتناء دکھائی نہیں دیتا کہ خدا کے بندوں نے اپنے انبیاء سے صبر کا مضمون سیکھا ہو اور انبیاء کی طرح توکل کیا ہو اور پھر خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہو۔ نبی کو تو صراط مستقیم عطا کی جس کے پیچھے یہ سب چلتے ہیں، اس کے ہر پیرو کو وہ سبل عطا کیں، وہ راہیں عطا کیں جو پگڈنڈیاں بھی ہیں، چھوٹی چھوٹی راہیں بھی ہیں، جن میں سے ہر راہ میں خدا ان کے ساتھ چلا کرتا تھا۔ کوئی راہ بھی ایسی نہیں تھی جس میں انہوں نے خدا کے ساتھ کے نشان نہ پائے ہوں پس جس کا ساتھی خدا ہو جائے وہ توکل کیوں نہیں کرے گا۔

اس میں دوسری حکمت کی بات یہ سمجھنے کے لائق ہے کہ وہ لوگ ہم میں سے جن کو یہ "سبل" عطا نہیں ہوئیں، جنکے اندھیرے وقتوں میں خدا ان کے ساتھ نہیں دکھائی دیتا، جو بعض دفعہ دل چھوڑ بیٹھتے ہیں اپنی ذاتی مصیبتوں میں اور مشکلات میں اور توکل سے کام نہیں لیتے ان کے لئے یہ معاملہ قابل فکر ہے۔ نہ وہ ان مومنوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی وہ صفات بیان کی گئیں، نہ ان متوکلون میں جنہوں نے توکل کا پہلے پھل پایا تھا تب وہ توکل عطا ہوا جو عظیم تر توکل ہے، جو تمام دینی امور کے دکھوں پر بھی ان کا سہارا بن گیا۔ اس لئے ہر انسان کے لئے اس میں ایک یہ بھی سبق ہے، ہر مومن کے لئے جو مومن کہلاتا ہے کہ وہ اپنی راہوں پر نگاہ تو ڈال کے دیکھے کہ کیا اس نے صبر سے کام لیا تھا ہر مشکل کے وقت، توکل سے کام لیا تھا۔ یہ جو دیکھنا ہے اس کے لئے بہت گہری نظر سے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو سرسری طور پر اپنے گردو پیش پر نگاہ ڈالیں گے اپنے حالات پر، تجارتی نقصان ہوا یا اور کئی قسم کی مشکلات درپیش ہوئیں، دعائیں کیں، اللہ نے کام کردیا اور انہوں نے توکل کیا لیکن یہ حقیقت میں پوری تصویر نہیں ہے۔ مومنوں کے مختلف درجے ہیں بعض ایسے ہیں جو کھلم کھلا بےصبری نہیں دکھاتے مگر باریک راہوں پر جو "سبل" کی باریک راہیں ہیں جو باریک رستے کہلاتے ہیں ان میں آکر وہ صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو دشمن کی ایذا رسانی پر تو ثابت قدم رہتے ہیں مگر اپنوں کی ایذا رسانی پر صبر نہیں دکھاتے۔

اندرونی طور پر اس وقت ایک ہونے کا وقت ہے۔ دشمن اذیت پہنچائے گا مگر صبر میں ایک دوسرے کے ساتھ کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ اللہ کا ساتھ ہو، مومنوں کا ساتھ ہو تو پھر صبر کا بڑا حوصلہ نصیب ہوتا ہے

پس صبر کا مضمون اتنا آسان اور سیدھا مضمون نہیں ہے کہ ایک دو مثالیں اس کی آپ پر صادق آجائیں تو آپ سمجھیں کہ آپ نے صبر کے امتحان پاس کرلئے ہیں۔ اس کے بہت سے درجے ہیں، بہت سے امتحانات ہیں۔ اور بظاہر یہ الٹ بات ہے مگر امرواقعہ یہ ہے کہ صبر وغیرہ کے مضمون میں بڑے امتحان پہلے انسان پاس کرتا ہے چھوٹے امتحان بعد میں درپیش آتے ہیں اور جتنے امتحان چھوٹے ہوتے چلے جائیں اتنے ہی مشکل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جتنی راہیں تقویٰ کی باریک ہوں اتنا ہی ان پر قدم مارنا اور ان پر اپنے توازن کو سنبھالنا زیادہ مشکل مسئلہ بنتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے وہ جو بڑی راہوں پر چلنے والے تھے شان سے، وہ چھوٹی راہوں پہ مارے جاتے ہیں۔ اس لئے اپنی باریک راہوں کا خیال کریں۔ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں جہاں اصل امتحان اور مشکل امتحان درپیش ہوتا ہے۔ وہاں جو کامیاب ہو اس کو بڑے مرتبے ملتے ہیں۔ انہی میں سے پھر وہ انبیاء ہیں جن کے متعلق اللہ فرماتا ہے "لما صبروا"۔ ہم نے ان کو مہدویت اور امامت کے مقام

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

تک پہنچادیا۔ "لما صبروا" جب ہماری نظر میں وہ صبر کرنے والے ثابت ہوئے۔

دینی معاملات میں بھی صبر ہی کی بدولت انسان توکل کے اعلیٰ مقام کو پہچان سکتا ہے۔ صبر اور توکل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ صبر نہ رہے تو توکل کی کمی کی نشاندہی ہوتی ہے اور توکل نہ ہو تو صبر نہیں ہو سکتا

یہ جو راہیں ہیں ان کی روزمرہ کی جماعت میں مثال سامنے آتی ہے اور بعض ایسے جو دیکھنے میں بڑے بڑے سورما نظر آتے تھے، مخالفوں کے مقابل پر ڈٹے رہے، پاکستان کے حالات میں بھی مقابلے کئے لیکن میں نے دیکھا چھوٹی راہوں پہ آکے مار کھا گئے اور اندرونی طور پر ناکام ثابت ہوئے۔ اور بعض دفعہ جب ایسے امتحانات میں انسان ناکام ثابت ہوجائے تو پچھلے سارے امتحان بھی بے کار ہو جاتے ہیں کیونکہ الٰہی نظام امتحانات میں وفا لازم ہے اور آخر وقت تک ثابت قدم رہنا اور ہر امتحان میں کامیاب ہوتے چلے جانا ضروری ہے۔ اگر نہیں ہوئے تو استغفار کریں پھر امتحان دیں، اگر کامیاب نہ ہوئے اور آخری امتحان میں ناکامی کی حالت میں مرے تو پچھلی ساری نیکیاں باطل۔ اس لئے بہت ہی اہم مضمون ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلا رہا ہوں۔ باریک نظر سے اپنے جماعتی تعلقات میں رد عمل کو دیکھیں مثلاً، تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ بظاہر بڑے بڑے صبر کرنے والے کس طرح جماعتی معاملات میں صبر سے عاری ہو جاتے ہیں۔

اب مخالف کے دکھ پر صبر کرنا یہ دکھ بہت بڑا ہوتا ہے لیکن اس کے مقابل پر صبر نسبتاً آسان ہے۔ کیونکہ کھلم کھلا فیصلہ ہے ایک انسان کو پتہ ہے کہ اس کے بدلے مجھے ارتداد اختیار کرنا پڑے گا، خدا کا دامن چھوڑنا پڑے گا کھلم کھلا، اسے اپنی ہلاکت دکھائی دے رہی ہوتی ہے وہ پاگل تو نہیں ہوگیا کہ وہ اس امتحان میں ناکام ہو جائے۔ مگر جہاں ہلاکت ایسی واضح دکھائی نہیں دیتی جہاں اندرونی امتحانات ہوں وہاں بسا اوقات انسان دھوکہ کھاجاتا ہے۔ قرآن کریم نے ماں باپ کے دکھوں پر بھی صبر کی تلقین فرمائی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جانتا ہے کہ ماں باپ کے رشتے میں طبعی خونی تقاضا یہ ہے کہ بچہ باپ کی اطاعت کرے، ماں کی اطاعت کرے اور ان سے ادب کا سلوک کرے۔ لیکن اللہ چونکہ انسانی فطرت کی باریکیوں پر نظر رکھتا ہے اس لئے جانتا ہے کہ انسان ایسی خودغرض چیز ہے کہ جتنے بھی احسانات ہوں اگر کسی ایک موقع پر احسانات میں کمی آ جائے یا وہ یہ سمجھے انسان کہ دوسرے پر زیادہ احسان کردیا ہے مجھ پر کم کردیا ہے تو ہر احسان کو بھلاکر سرکشی اختیار کر جاتا ہے اور ایسی سرکشی بسا اوقات خدا کے مقابل پر بھی ہو جاتی ہے۔ کوئی بیماری پڑی ہے جب تک بیمار نہیں تھا دوسروں کی بیماریاں دیکھیں، ان کے دکھ دیکھے، ان کو صبر کی تلقین کی اور جب اپنے اوپر آپڑی تو کہا یہ کیسا خدا ہے میں نے بڑی دعائیں کیں کوئی قبول نہیں ہوئی، میرا بچہ میرے سامنے سسکتا سسکتا مرگیا، اسی کو حادثہ درپیش آنا تھا، اسی کو یہ مشکل پیش آنی تھی، گویا ساری کائنات وہی ہے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ ساری کائنات کے دکھ دیکھتا ہے اور اس کو خدا تعالیٰ پر کوئی شکوہ پیدا نہیں ہوتا۔ اپنا دکھ جس کے مقابل پر دوسرے دکھ بعض دفعہ سینکڑوں گنا زیادہ ہوتے ہیں، بعض قومی دکھ ہیں ساری قومیں ان دکھوں میں برباد کردی جاتی ہیں اور ہر لحہ آزمائی جاتی ہیں وہ دیکھتا ہے کہتا ہے اوہو بڑی بہادر قوم ہے، اپنے اوپر جب وہ دکھ پڑتا ہے تو سب باتیں بھلاکر خدا کا بھی ناشکرا ہو جاتا ہے۔

صبر ایک عظیم تربیتی دور ہے جس میں سے مومن کو گزارا جاتا ہے اور صبر کے بغیر اعلیٰ اخلاق کی تربیت اپنے پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی

پس اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت اور توحید کی تعلیم دی وہاں فوری توجہ دلائی "و بالوالدین احسانا" کہ میرے حق تو ادا کرو، ضرور کرنے ہیں تم نے، اس کے بغیر تو تمہارا چارہ کچھ نہیں مگر یاد رکھنا والدین کے ساتھ بھی احسان کا سلوک کرنا۔ اور پھر فرمایا کہ اگر وہ تم پر زیادتی بھی کریں تو اف تک نہیں کہنی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان میں یہ رجحان ہے کہ ماں باپ کے باقی سب احسان بھلاکر کہیں زیادتی ہو تو اف کہہ بیٹھتے ہیں اور بعض ایسے بھی بدنصیب ہیں کہ صرف اس جھگڑے میں کہ فلاں بیٹے کو تم نے زیادہ دے دیا یا فلاں بیٹی کو زیادہ دے دیا ہے ماں باپ سے باقاعدہ لڑائی مول لے بیٹھتے ہیں، قضاؤں میں پہنچ جاتے ہیں، وہ جھگڑے پیچھا ہی نہیں چھوڑتے پھر۔ کوئی اس بات کی حیاء نہیں کرتے کہ احسان کا ذکر خدا نے فرمایا ہے، تم پر ماں باپ نے رحم کیا تھا، تم پر احسان کیا تھا، تم بھی اس رحم کے مقابل پر احسان کا سلوک کرو۔ عدل کا نہیں فرمایا اور اس میں بڑی حکمت ہے۔ عدل کا ذکر نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان سے ناانصافی سے پیش آؤ۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے جب ماں باپ کے معاملے میں کوئی زیادتی دیکھنی ہے تو عدل کے جھگڑے میں نہ پڑ جانا۔ یہ سوچنا کہ اللہ نے تمہیں احسان کی تعلیم دی ہے اور احسان عدل سے بالا ہے۔ احسان میں عدل کے بکھیڑوں میں نہیں انسان پڑتا بلکہ احسان کا مطلب ہے کہ کسی نے اگر کوئی زیادتی بھی کردی ہے تو تم وسیع حوصلگی دکھاؤ اس سے چشم پوشی کرو۔ پس اللہ تعالیٰ جب ہم سے ہمارے گناہوں کو نظرانداز کرنے کا سلوک فرماتا ہے تو یہ احسان کا سلوک ہے۔ اللہ جب بخشش کا سلوک فرماتا ہے تو احسان کا سلوک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر صبور ہے، سب سے زیادہ صبر دکھانے والا ہے۔ یعنی بندے دکھ دیتے ہیں، احسانات کو بھلاتے ہیں اور بار بار خدا تعالیٰ کے لئے اگر وہ انسانی جذبات ہوں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں اذیت کا موجب بنتے ہیں حالانکہ اللہ کے لئے کوئی اذیت کا موجب نہیں بن سکتا۔ مگر ان کا عمل ایسا ہے گویا وہ خدا کو اذیت پہنچانے سے بھی باز نہیں آتے۔ ان پر اللہ کی نظر ہے، جانتا ہے کہ خالق اور مالک اور سب سے بڑے محسن سے اگر یہ سلوک ہے تو ماں باپ سے کیوں ایسا نہ کریں گے۔ پس فرمایا دیکھو والدین سے احسان ضرور کرنا اور ان باتوں میں بےوجہ ان سے جھگڑا نہ کیا کرنا بلکہ اف تک نہیں کہنی۔ یہی مضمون ہے جو جماعت میں بھی جاری ہوتا ہے اور اگر اس کو نہیں سمجھیں گے تو نظام جماعت میں رخنہ ڈالنے کا موجب بنیں گے۔ کیونکہ وہ لوگ جو عام بڑی بڑی باتوں پہ صبر کرلیتے ہیں بعض دفعہ امیر کی طرف سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق ادا نہیں ہوا تو سر اٹھا دیتے ہیں، بدتمیزی شروع کردیتے ہیں، جھگڑے شروع کردیتے ہیں۔ کہتے ہیں تم نے فلاں کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کیا ہم سے یہ کیا، ہمارا یہ حق تھا تم نے نظرانداز کیا ہے اور وہ دراصل ماں باپ کا جو وسیع تر مضمون ہے اس کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ امیر خدا کے نظام کا نمائندہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے جو دنیا میں خدا کے نمائندہ ہیں کہ اگر تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا ماں باپ سے زیادہ، اقرباء سے زیادہ ادب نہیں ہے، اگر ان سے زیادہ تم ان سے محبت نہیں کرتے تو تمہیں پتہ ہی نہیں ایمان کیا چیز ہے۔

وہ قومیں جنہوں نے عظیم الشان کام سرانجام دینے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ انہیں صبر کے رستے سے گزارا جائے اور صبر ہی کا راستہ ہے جو تمام عظیم الشان نتائج پیدا کرتا ہے

پس ایک ماں باپ وہ ہیں جو دنیاوی رشتوں کے ماں باپ ہیں وہاں جب خدا تعالیٰ احسان کی تعلیم دیتا ہے باوجود اس کے کہ ممکن ہے ان کے لئے، یہ عام احتمال ہے کہ انہوں نے عدل کا دامن چھوڑ دیا ہو اولاد کے سلوک میں پھر بھی احسان فرمایا۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جو خدا کے بعد سب سے بڑے محسن اعظم تھے ان کے متعلق یہ تعلیم دی ہے کہ ماں باپ کیا چیز ہیں اگر تم نے ان سے بڑھ کر ان سے محبت نہ کی اور ان سے بڑھ کر ادب نہ کیا تو تمہیں پتہ ہی نہیں کہ ایمان کیا ہوتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نمائندگی میں جو امیر بنتا ہے، جو کسی ذمہ داری کو اٹھاتا ہے، اس کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی رنگ کا سلوک ہونا ضروری ہے۔ وہاں برابری کے جھگڑے نہیں ہوا کرتے وہاں احسان والا معاملہ کم سے کم ضروری ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اسی تعلق میں یہ فرمایا "و من عصیٰ امیری فقد عصانی و من عصانی فقد عصی اللہ" جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی ہے اس نے میری نافرمانی کی ہے، جس نے میری نافرمانی کی ہے اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔

اب اگر کوئی امیر اٹھ کر یہ کہہ دیتا کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ حکم ہے اس لئے میری بات مانو مجھ سے بھی حسن سلوک کرو تو لوگوں نے کہنا تھا بڑا بنا پھرتا ہے رسول اللہ۔ تمہاری کیا بات ہے، تمہاری حیثیت کیا ہے۔ کہاں تم کہاں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ سید الاول والآخر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم، آپؐ کا مقام کہاں، تو کس باغ کی مولی ہے۔ کیا بات کر رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی اطاعت اور ان کے ادب کی تعلیم ہے میں بھی نمائندگی کر رہا ہوں اس لئے میرا بھی کرو۔ مگر وہ تو نہیں کہہ سکتا تھا محمدؐ رسول اللہ نے کہا ہے اور آپؐ نے اس مضمون کو جوڑ دیا ہے خدا کے ساتھ اور انکسار کا ایک عجیب مضمون ظاہر فرمایا ہے۔ فرمایا ہے اللہ نے جب میری اطاعت کا حکم دیا، اللہ نے جب مجھ سے پیار کا ارشاد فرمایا تو میری ذات تو کچھ بھی نہیں، وہی مضمون ہے جو پہلے بیان ہوچکا ہے، جس کی تلاوت میں پہلے کرچکا ہوں کہ احسان ہے جو چن لیا ہے مگر جب اللہ سے میں باندھا گیا تو پھر جو مجھ سے کاٹا جائے گا وہ خدا سے کاٹا جائے گا اور جو امیر مجھ سے باندھا گیا ہے اس کی بھی خواہ کوئی بھی حیثیت نہ ہو جب وہ مجھ سے باندھا گیا تو اس سے باندھا گیا ہے جو خدا کے ساتھ باندھا گیا ہے، اس کے ساتھ اگر تم نے ناانصافی کی اور ظلم کیا اور اگر بفرض محال اس نے تم سے غیرعادلانہ سلوک بھی کیا ہو پھر بھی

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

تم نے احسان کا سلوک نہ کیا تو تمہیں تو یہ حکم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے مقابل پر ادنیٰ تعلق والے ماں باپ سے بھی احسان کرو تو محمدؐ رسول اللہ کی نمائندگی میں جو شخص فرائض منصبی کو ادا کررہا ہے اس کے سامنے باغیانہ سر اٹھانا اور بدتمیزی کا سلوک کرنا اور عدل کے بہانے بعض دفعہ نظام جماعت کے خیر کے نام پر ایسی حرکتیں کرنا ہرگز خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوسکتیں۔ وہ لوگ سمجھتے نہیں دین کو، یہ اسی لئے فرمایا گیا ان کو ایمان کا پتہ ہی نہیں۔ ایمان کے یہ سب تقاضے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اور یہ چیزیں صبر کے بغیر نصیب ہو نہیں سکتیں۔ ماں باپ کا حق بھی وہی ادا کرتے ہیں، ان کی زیادتی کو بھی وہی حوصلے سے برداشت کرتے ہیں اور پھر بھی اکرام کی بات اور احسان کی بات کرتے ہیں جن کو صبر نصیب ہو۔ بےصبروں کو تو کچھ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ پس نظام جماعت کا حق بھی وہی ادا کرسکتے ہیں جن کو صبر نصیب ہو اور صبر کے بغیر نظام جماعت قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جو اندرونی طور پر، اب یہ بات ہے جس پر میں خصوصیت کے ساتھ آپ کی توجہ مرکوز کرانا چاہتا ہوں۔ جو اندرونی امتحانات میں اپنے پیاروں، اپنے عزیزوں، اپنے بڑوں کی طرف سے پہنچنے والے ایذاء کو معاف نہیں کرسکتے،

آج کل جماعت احمدیہ جس دور میں سے گزر رہی ہے اس میں اس تکرار کی ضرورت ہے، بار بار دشمن کو یہ بتانے کی ضرورت ہے "ولنصبرن علیٰ ما اذیتمونا" ہم ضرور صبر کریں گے اس پر جو تم ہمیں دکھ پہنچاؤ گے

جو ان تکلیفوں پر صبر نہیں کرتے جو اپنے بڑوں سے ملی ہیں ان کو، خواہ وہ تکلیفیں فرضی ہی کیوں نہ ہوں ان کو دنیا میں کسی کے مقابل پر حقیقت میں ایذارسانی کے وقت صبر کی توفیق نہیں مل سکتی۔ اگر ملتی ہے تو محض ایک فرضی اور بےمعنی قصہ ہے وہ اس امتحان میں ناکام ہوگئے جو باریک راہوں کا امتحان تھا۔ اس لئے وہاں اگر کامیاب ہوئے ہیں تو اس کی کچھ اور مجبوریاں ہوں گی۔ بسا اوقات انسان اپنے خاندانی تعلقات کی وجہ سے، اپنے بچپن کے تعلقات یا رشتوں کی وجہ سے جس ماحول میں پرورش پائی ہے اس کے غلبے کی وجہ سے انتہائی قدم نہیں اٹھاسکتا اس لئے جب تک بس چلتا ہے وہ صبر دکھاتا چلا جاتا ہے کیونکہ اس کی بڑی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اور وہ قیمت دنیاوی رشتوں سے قطع تعلق، دنیاوی تعلقات سے قطع تعلق، احمدی ماحول میں پلا ہے اس کی دوستیاں، اس کے تعلقات، اس کی رشتے داریاں ساری احمدیوں میں ہیں وہ بڑے بڑے بےحیاء ہی ہوتے ہیں جو ان کے باوجود پھر الگ ہو جاتے ہیں اور الگ وہی ہوتے ہیں جو دراصل ان رشتوں کو پہلے ہی دھتکار چکے ہوتے ہیں یا جن کو ان رشتوں نے دھتکار دیا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ ارتداد کی تاریخ دیکھ لیں کوئی بھی اچھا بھلا معقول آدمی جو رستا بستا ہو وہ مرتد نہیں ہوا کرتا۔ اکثر مرتد ہونے والے وہ ہیں جن پر نظام نے پہلے ہی کوئی پابندی لگائی ہو، جن کے رشتےدار ان کی بدتمیزیوں کی وجہ سے ان سے بدظن ہوچکے ہوں، آپس میں ان کے جھگڑے ہوں، لین دین کے معاملے میں وہ زیادتیاں کرتے رہے ہوں، اس کا ردعمل سخت دکھایا گیا ہو، ہمیشہ یہی لوگ ہیں جو ارتداد کا شکار ہوتے ہیں۔ مومن بننے والوں کے پس منظر میں یہ بات نہیں ہوتی۔ مومن بننے والے ایمان کی وجہ سے تعلقات سے کاٹے جاتے ہیں۔ پس یہ جو ان کا صبر ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور ان کا صبر جن کے متعلق ہم یہ کہہ نہیں سکتے کہ اگر انکے حالات ایسے ہوتے کہ اتنی بڑی قیمت نہ دینی پڑتی تب بھی یہ خدا سے وفا کے ساتھ وابستہ رہتے یہ جب تک آزمائش پڑ نہ جائے اور شاذ کے طور پر ایسی آزمائش پڑتی ہے، ان کے صبر کا کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا بظاہر امتحان میں پاس ہیں۔ لیکن یہ بڑی راہوں میں پاس ہونے والے بعض دفعہ باریک راہوں پہ جاکے مارے جاتے ہیں اور وہی باریک راہیں ہیں جو میں آپ کو دکھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کہتے ہیں دشمن کے مقابل پر تو ہم سینہ سپر ہیں گولیاں کھائیں گے جانیں قربان کریں گے مگر خدا کی نمائندگی میں کسی شخص سے جو مزاج کا محسن ہو، ہمیشہ اس نے حسن سلوک کیا ہو اس سے کوئی کوتاہی ہو جائے، اس سے کوئی غفلت دیکھیں جو ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، وہ سمجھیں کہ ہماری سبکی ہوگئی ہے، اس کے مقابل پر چھوکرے بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سینے تان کے کہتے ہیں تم نے یہ کیوں کیا، تم ہمیں جواب دو یہ بات کیوں ہوئی یا وہ بات کیوں ہوئی۔ یہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے والی بات ہے اور صابر آدمی یہ نہیں کرسکتا اور جو ایسا کرتا ہے وہ یاد رکھے وہ متوکلوں کی فہرست سے کاٹ کے باہر پھینکا جاتا ہے۔ آئندہ کبھی اس کو خدا پر توکل کرنے کا حق نہیں ہوگا اور کبھی اس کی ضرورت پر خدا اس کے کام نہیں آئے گا یہ اس نے بےحیائی کی اور آزمائش کے وقت ناکام رہا اور بےوفائی کی اور محسنوں سے بدسلوکی کی کیونکہ خدا کی خاطر وہ امیر ہو یا غیر امیر ہو جو اپنے قیمتی وقت کو قربان کرکے خدا کی خدمت پر مامور ہے جب کہ وہ اپنے عیش و عشرت میں مبتلا رہتا ہے۔ کئی ایسے ان میں سے ہیں سر اٹھانے والے جن کو میں جانتا ہوں ان کی زندگی وڈیوز میں، جو عیش و عشرت کی وڈیوز دیکھنے اور ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنے میں صرف ہورہی ہوتی ہے دین کی خدمت کی توفیق نہیں ملتی۔ مالی قربانی کا کہا جائے تو ہزار نفس کے بہانے ان کو گھیر لیتے ہیں کہ دیکھو جی ہمیں خدا نے دیا ہے۔ یہ لوگ جو ان کے نزدیک ادنیٰ اور معمولی آدمی ہیں کوئی

کہیں ایک بھی استثناء دکھائی نہیں دیتا کہ خدا کے بندوں نے اپنے انبیاء سے صبر کا مضمون سیکھا ہو اور انبیاء کی طرح توکل کیا ہو اور پھر خدا نے ان کو چھوڑ دیا ہو

خاص توفیق نہیں ہے چار آنے انہوں نے اگر دے دیئے تو کیا فرق پڑتا ہے اور ہمارے Jelous ہوگئے ہیں، ہم سے حاسد ہوگئے ہیں، وہ سمجھ رہے ہیں کہ جب تک ہمارے مال پر ہاتھ نہ ڈال بیٹھیں اس وقت تک ان کی انا کی طلب پوری نہیں ہوگی اس لئے خدا کی خاطر نہیں کر رہے یہ ویسے ہی ہماری دولت سے جلتے ہیں۔ اس قسم کے مخفی خیالات ہیں میں جانتا ہوں کہ کھلم کھلا یہ خیالات ان کے دماغ میں نہیں آتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بصیرت بخشی ہے کہ میں انسانی فطرت کی باریکیوں تک اتر کر خدا کے عطاکردہ تقویٰ کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور تقویٰ کی آنکھ سے اگر دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا وعدہ ہے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پس کسی کو ذاتی طور پر ماہر نفسیات ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ تقویٰ کی آنکھ سے دیکھے گا تو اندر کے سارے حال روشن دکھائی دینے لگتے ہیں جیسے باہر کی چھاتی اور باہر کا سر درمیان سے غائب ہوگئے ہیں، دماغ کے خیالات پر نظر پڑ رہی ہے، چھاتی کے اندر ہونے والے جذبات پر نگاہ پڑ رہی ہے اس طرح صاف دکھائی دینے لگتے ہیں، تو بیچ میں سے سوچتے ہیں کہ ہمیں تو خدا نے توفیق دی ہے اس لئے کہ ہم نے محنت سے کمایا ہے اور یہ شک کر رہے ہیں کہ ہم چندہ بچا رہے ہیں، یہ اعتبار نہیں کرتے کہ جو ہم دے رہے ہیں یہ اس کے مطابق ہے ہم نے ان کے ڈر سے دینا ہے اللہ کے تقویٰ سے ہم نے دینا ہے۔ اور تقویٰ کی باتیں امیر کے منہ پہ مارتے ہیں جو ان میں سب سے بڑا متقی ہوتا ہے، جس کی ساری زندگی اخلاص میں کٹی ہوتی ہے۔ بڑھ بڑھ کر اس کے سامنے باتیں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ انہوں نے اپنا انتقام لے لیا ہے نظام جماعت سے، ان غریبوں سے جن کو عہدے عطا ہوئے ان امیروں نے انتقام لے لیا جن کو عہدے نہیں ملے تھے جن کے تقویٰ کی نگرانی ان کے سپرد ہوئی تھی۔ یہ ساری وہ باریک راہیں ہیں جن میں ناکام ہونے والے زندگی کے ہر امتحان میں ناکام ہوجائیں گے۔ ان کی زندگی بھی نامرادی کی ہوگی، ان کی موت بھی نامرادی کی ہوگی اور جماعت کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ماریشس نے بھی مجھ سے درخواست کی ہے کہ ان کے اجتماع کا اب اعلان کروں اور اسی طرح

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی
ہوائی سفر کیلئے
INDO-ASIA REISEDIENST
کی خدمت کے نئے انداز
دنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور
اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے بابت ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں
جلسہ سالانہ قادیان کیلئے
P.I.A کی خصوصی پیشکش
بکنگ جاری ہے
۴ افراد پر مشتمل کنبہ کیلئے
ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعایت
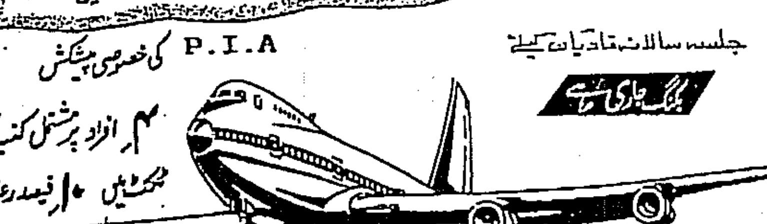
امریکہ اور کینیڈا کیلئے —— Last Minute Price
سٹٹگارٹ میونخ
ہمبرگ Düsseldorf
سے کراچی ab 980,-
عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرالیجئے۔ مسافروں کا آرام ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہا ہے۔
آپ جرمنی کے کسی بھی ائیرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں
نیاز ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کرانے کا بندوبست بھی موجود ہے
آپ کی خدمت کے منتظر
منیر احمد چوہدری (ائیرپورٹ سپیشل ٹریٹ) عبدالسمیع (ویٹے وکیل والے)
Indo-Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8-60329 Frankfurt
Tel.: 069 - 236181

ایک تو جماعت کا سالانہ جلسہ ہے پھر مجلس انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے جلسے تنزانیہ میں ہو رہے ہیں پھر سپین کا گیارھواں جلسہ ہے۔ ان سب ممالک کو مخاطب کرکے میں خصوصیت سے یہ نصیحت کر رہا ہوں کہ اندرونی طور پر اس وقت ایک ہونے کا وقت ہے۔ دشمن اذیت پہنچائے گا مگر صبر میں ایک دوسرے کے ساتھ کی ضرورت بھی پڑتی ہے اللہ کا ساتھ ہو، مومنوں کا ساتھ ہو تو پھر صبر کا بڑا حوصلہ نصیب ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی بدتمیزیوں اور کم حوصلگی کی وجہ سے نظام جماعت میں رخنہ ڈال دیتے ہیں اور ان کے دیکھا دیکھی دوسرے سر بھی تکبر سے اٹھنے لگتے ہیں وہ ایسا گہرا نقصان پہنچاتے ہیں جماعت کو کہ اس کے نتیجے میں جماعت کی عمومی ترقی پر اثر پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اندرونی جھگڑوں میں مبتلا لوگوں کی اجتماعی قوت غیرمعمولی طور پر کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے نیک لوگ ہونے کے باوجود، اکثر بہت نیک ہونے کے باوجود، جہاں چند فسادی ایسی باتیں شروع کردیں وہاں توجہات بٹ جاتی ہیں وہاں سے برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔

بعض دفعہ نیکی کے نام پر امیر سے سوال ہوتے ہیں، مجلس عاملہ ہورہی ہے فلاں پیسے کا کیا بنا؟، فلاں پیسے کا کیا بنا؟۔ اول تو وہ جو TONE ہے بدتمیزی کی ہے اگر شک ہے کہ امیر دیانت دار نہیں ہے تو تمہارا کام ہے کہ مجھے توجہ دلاؤ۔ امیر کو عزت کے ساتھ، احترام کے ساتھ جیسے شیشہ دیکھنے والے کو اپنی تصویر دکھاتا ہے، ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے نہیں، اس کو بتاؤ کہ مجھے ڈر ہے کہ اس قسم کے مالی حالات میں بعض لوگ بیمار طبیعتیں شک میں مبتلا ہوں گی ان کی اصلاح فرمائیے اور وضاحت کردیں اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ اور اگر اس کے باوجود وہ تسلی نہ دلا سکے تو فرض ہے، صرف یہ شکایت نہیں رہے گی پھر، یہ فریضہ ہے جماعت کی امانت کا کہ امیر کی معرفت آپ بالا افسران کو توجہ دلائیں کہ امیر کے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے مالی معاملات میں اگر شبہات بھی پیدا ہوجائیں تو جماعت کو نقصان پہنچے گا۔ یہ جائز ہے اس میں کوئی بدتمیزی نہیں ہے، کوئی بداخلاقی نہیں ہے۔ مگر اگر نشانہ بنایا جائے اس کو تضحیک کا خواہ الفاظ تضحیک کے نہ بھی استعمال کئے جائیں، عاملہ میں اس کا وقار برباد کردیا جائے یا کھلی جماعت میں ایسے سوال کرکے اس پر شک کے سائے ڈالے جائیں جب کہ بسا اوقات اس وقت اس کو موقع ہی نہیں ہوتا کہ وہ تفصیل سے اپنا دفاع پیش کرسکے، نہ اس کے لئے مناسب ہے کیوں کہ یہ ایک تحقیر کی بات ہے، تذلیل کا سلوک کیا ہے۔ اس کا صرف اتنا کام ہے کہ وہ کہے کہ آپ کی بات جو مجھے پہنچائی گئی ہے میں خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچادوں گا اور بتاؤں گا کہ مجھ پر یہ شک ہے اور میں مطالبہ کروں گا کہ میری تحقیق کروائی جائے اس سے بہتر جواب وہ کوئی نہیں دے سکتا۔ مگر وہ جماعت کے سامنے بار بار ہر الزام کی وضاحت کرنے کا نہ پابند ہے، نہ میں اس کو اجازت دوں گا کیونکہ اس سے امیر کا وقار اٹھ جائے گا۔ ہر دو کوڑی کا آدمی اٹھ کے لاکھوں کے الزام لگانے لگے گا اور بار بار اس قسم کی باتیں اگر جماعت میں ہوں تو جماعت کے اندر عدم استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔

اس لئے امیر کی حمایت میں اسی طرح کروں گا جس طرح حضرت محمدؐ رسول اللہ نے اپنے امراء کی حمایت کی تھی ایک ذرہ بھی میں کسی قسم کے خوف میں مبتلا نہیں ہوں گا لیکن جماعت کی حمایت بھی اسی طرح کروں گا جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اپنے امراء کے مقابل پر ان کی حمایت کی ہے جن کی حق تلفی کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس لئے تمہیں خوف کیا ہے؟ اگر امیر کے ساتھ عزت کا سلوک کرو گے تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اگر امیر کے متعلق یہ خطرہ محسوس کرتے ہو کہ اس نے تمہاری حق تلفی کی ہے تو اول تو احسان کا سلوک کرو جیسا قرآن نے حکم دیا ہے اور دوسرے تمہاری حق تلفی کا محافظ بھی خدا نے مجھے بنایا ہے۔ جہاں تک مجھ میں طاقت ہے میں ہمیشہ یہی کرتا ہوں کبھی میں نے کسی امیر کو اجازت نہیں دی کہ جماعت کے ساتھ بدسلوکی کرے یا اس کی حق تلفی کرے تو پھر آپ کو کیا خطرہ ہے۔ وہاں بدتمیزیاں کرنے کی بجائے، بجائے اس کے کہ اپنے ایمان کو ضائع کریں اور جماعت کے عمومی مفاد کو نقصان پہنچائیں اور صبر سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور صبر کے پھلوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں یہاں تک کہ خدا پر آپ کا توکل نہ رہے اور خدا آپ کا وکیل نہ رہے اس کے بدلے یہ سیدھی سادی ایمان کی صاف راہیں ہیں یہ میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ ان سب جماعتوں کو میری یہی نصیحت ہے کہ ان پر عمل کریں۔

تنزانیہ کے متعلق اتنا ضرور کہوں گا آخر پر کہ تنزانیہ کی جماعت میں اللہ کے فضل سے وہ انقلاب برپا ہونا شروع ہوچکا ہے جس کے متعلق میں مشرقی افریقہ کو بار بار ہدایت دیتا رہا ہوں ابھی تک ماریشس سے اس انقلاب کی خوشبو نہیں آئی۔ مگر وہ جماعت، وہ ملک جہاں کبھی سال میں بھی دو تین سو سے زیادہ بیعتیں نہیں ہوتی تھیں اب انہوں نے پوری ہدایت پر عمل کرکے کام جو شروع کیا ہے تو ہزارہا بیعتیں پہلے مہینے ہی میں ہوچکی ہیں ان کی اور یہ سلسلہ بڑھ رہا ہے اور اس بہانے سے میں باقی جماعتوں کو بھی تحریص کر رہا ہوں کہ اب وقت بہت تھوڑا ہے۔ دو مہینے تو گذر گئے ہیں اور ہم نے کام دگنے سے زیادہ کرنے ہیں اس لئے ان نیک جماعتوں کی مثال پر پھر یہی کہوں گا توکل کرتے ہوئے، صبر کے ساتھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھیں اللہ آپ کے توکل کو کبھی پھلوں سے محروم نہیں فرمائے گا بلکہ ہمیشہ جیسا کہ پہلے کرتا رہا ہے آپ کے توکل کو آپ کی توفیق آپ کی استطاعت سے بڑھ کر پھل لگائے گا۔ اللہ ہمیں ہمیشہ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جاپان

معمول کے مطابق ٹوکیو سے شائع ہونے والے صبح کے اخبارات میں قتل، زناء یا مسلح ڈکیتی جیسے گھناؤنے جرائم کی خبر نہیں ہوتی حالانکہ یہ خطہ روئے زمین پر سب سے زیادہ گنجان آباد ہے اور ۲۰ ملین لوگوں کی رہائش گاہ ہے۔ مغربی ممالک میں تو اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ان جرائم کی تفصیل کے بغیر کوئی اخبار شائع ہو سکتی ہے۔ مگر ٹوکیو میں فی الواقعہ ایسا زندگی کا معمول ہے۔

☆ مغربی دنیا میں اخباری رپورٹروں کو بعض مراعات حاصل ہیں جن کا جاپان میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً پولیس اور سیکورٹی کے ممبران کے ساتھ رابطہ، پولیس کی طرف سے پریس کانفرنس جو تفتیش کے ہر موڑ پر کی جاتی ہیں اور جن میں رپورٹروں کو اطلاعات بہم پہنچائی جاتی ہیں اور ان کے سوالات کے جواب دئے جاتے ہیں۔ پھر ملزمان کی رسائی ان کے اپنے وکیلوں تک ہوتی ہے اور اخباری رپورٹروں تک بھی۔ اس کے علاوہ حکومت ایسے ہتھیار جو چھاپوں کے ذریعے بر آمد کئے جائیں ان کی نمائش بھی کر دیتی ہے۔ اور اس طرح عوام کے ذہنوں میں بھی جرم کی کہانی واضح ہونے لگتی ہے۔ جاپان میں اس کے بالمقابل ہر چیز خفیہ طریق پر کی جاتی ہے اور ایسے مواقع پر حکومت یہ پسند بھی نہیں کرتی کہ عوام چہ میگوئیاں کریں۔

☆ جاپان میں متعدد مذہبی تنظیمیں ہیں جن کے پیروکاروں کی تعداد ۲۰ ہزار یا اس سے زائد بتائی جاتی ہے۔ لطف کی بات ہے کہ تمام ایسی تنظیمیں جو مذہبی کہلاتی ہیں ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں اس طرح ناجائز دولت کے حصول کے ذریعہ یہ گلی محلوں میں خوب پنپتی ہیں۔ جب سے جاپان کے بادشاہ نے دوسری جنگ عظیم کی شکست کے بعد یہ اعلان کیا کہ وہ دیوتا نہیں لوگوں نے ایسی تنظیموں کی طرف دھیان کرنا شروع کر دیا۔ ان مذہبی تنظیموں کے عوام میں مقبول ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جاپانی نظام تعلیم میں لکھو کھہا لوگ ناکام ہو جاتے ہیں وہ ان تنظیموں کا رخ کرتے ہیں۔

☆ جاپانی نظام تعلیم چار سال کی عمر میں لاگو ہو جاتا ہے۔ دن کو پبلک سکول کی تعلیم اور رات کو پرائیویٹ ٹیوشن کے ذریعہ بچے کو تیار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد ۷ سال تک یونیورسٹی کے سخت امتحانات ہوتے ہیں۔ ان امتحانات میں سے اگر کسی ایک میں طالبعلم ناکام ہوجائے تو اسے ادارے سے نکال دیا جاتا ہے۔ امتحانات میں ناکامی صرف طالبعلم کی ہی نہیں بلکہ سارے خاندان کی بدنامی تصور کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب اقتصادی بدحالی ہے۔ کیونکہ کامیاب طلبہ کے لئے Mitsubishi, Mitsui, Sumitom- اور اس قسم کی درجنوں انڈسٹریز میں جگہ مل جاتی ہے اور ان کے باہر ایسے نوجوانوں کا کوئی کیریئر نہیں ہے۔

☆ جاپان میں منصوبہ کے تحت بالارادہ قتل شاذ ہی ہوتے ہیں۔ عام طور پر غنڈوں کی ہنگامہ خیزی ہوتی ہے جو فساد کا موجب بن جاتی ہے مگر پولیس اسے فوراً دبا دیتی ہے۔ بڑے پیمانہ پر منشیات فروشی، جوا بازی یا عصمت فروشی بھی کالعدوم ہے۔ سب سے بڑا جرم کسی تاجر کا کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ بنک سے بھاری رقوم کا ہتھیالینا ہوتا ہے۔ پولیس کی تنخواہیں معقول ہیں اور وہ عام طور پر بہت ایماندار اور مستعد ہوتی ہے۔ پولیس ۹۹ فیصد جرائم کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ جاپان میں پولیس کے اختیارات بھی مغرب کی نسبت زیادہ ہیں۔ عدالتیں اور جج مجرموں کو سخت سزائیں دیتی ہیں۔ ملک میں انصاف کا اعلیٰ معیار اس لئے قائم ہے کیونکہ بچپن ہی سے جاپانی بچوں کو نظم و ضبط اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی جاتی ہے اور لڑائی اور تشدد سے نفرت سکھائی جاتی ہے۔ اس طرح جاپانی نظام کیپٹلزم کے کئی نقائص سے پاک ایک آئیڈیل سوشلزم پیدا کرتا ہے جو تاریخ عالم میں منفرد ہے۔

☆ جاپان کا اقتصادی نظام بھی بہت مضبوط ہے۔ بعض انٹرنیشنل کمپنیاں ایسی ہیں جن کو بنک وافر سرمایہ معمولی سود پر دیتا ہے۔ یہ سرمایہ ملک کے ۱۲۴ ملین عوام مہیا کرتے ہیں جو لازمی بچت سکیموں میں رقوم جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور جو سرمایہ انٹرنیشنل کمپنیوں میں لگایا جاتا ہے اس کا منافع تمام رعایا میں مساوی طریق پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس نظام میں کوئی شخص بھی زیادہ امیر نہیں بن سکتا اور جاپان میں بے روزگاری کا نام تک نہیں۔ جاپانی سرمایہ دنیا کی سیونگز میں اس قدر حاوی ہے کہ اگر جاپانی بیرونی دنیا سے سرمایہ واپس نکال لیں تو مغربی اقتصادی نظام تباہ ہو جائے۔

☆ دنیا کی نظر میں جاپان ایک جمہوریت ہے جس میں پارلیمنٹ بھی موجود ہے۔ نمائندوں کا انتخاب بھی کیا جاتا ہے مگر دراصل یہ ایک کمرشل اور سوشل ڈکٹیٹرشپ ہے جس کو ہزاروں سول سرونٹ کنٹرول کرتے ہیں اور یہ کارکنان زیادہ تر ٹوکیو یونیورسٹی کے شعبہ قانون سے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ یہ منسٹری آف فنانس Kasumigaseki کے ایک آفس بلاک میں واقع ہے جسے عام طور پر منسٹری آف Big Store House کہا جاتا ہے۔ یہاں سے تمام محکموں پولیس، جسٹس، آرمی، میڈیا، بنکنگ، سیونگ، انوسٹمنٹ اور انڈسٹری کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وزیراعظم سے لے کر عام سیاست دان سبھی اس آفس کو سلام کرتے ہیں اور اپنی تجاویز اسی آفس کو بھجواتے ہیں۔

(ماخوذ از سنڈے ٹائمز میگزین)

(مرسلہ: رشید احمد چوہدری، لندن)

پتہ درکار ہے

مکرمہ بلقیس اختر صاحبہ وصیت نمبر ۷۰۱۳ اہلیہ مکرم غضنفر احمد صاحب ساکن قراطینہ ضلع نیروبی (کینیا) نے ۴۳ء میں وصیت کی تھی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ کینیا سے اپنے بچوں کے پاس سڈنی (آسٹریلیا) میں رہائش پذیر ہیں۔ اگر موصیہ خود پڑھیں یا کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو ان کا موجودہ ایڈریس دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو بھجوا دیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۴۶)

کلکیریا کارب کی مختلف علامات کا تفصیلی تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۱۵ نومبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھک کلاس میں کلکیریا کارب پڑھائی اور اس کے مختلف خواص اور استعمالات کے بارے میں تفصیل سے ذکر فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیلشیم کی غیر متوازن موجودگی کی وجہ سے ہڈیوں کے بعض کونے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گھٹنوں کے جوڑوں کی ہڈیوں میں چھوٹے چھوٹے Nodes کیلشیم کے نکل آتے ہیں۔ جو بہت تکلیف دیتے ہیں اس کا علاج عمدگی سے کلکیریا کارب سے ہو جاتا ہے۔

مختلف کیفیات میں جو مختلف دوائیں استعمال ہوتی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر بچہ دیر سے بولنا سیکھے تو برائیٹا کارب (Bryta Carb) اس کا علاج ہے۔ (بچہ دیر سے چلنا سیکھے تو کلکیریا کارب (Calc. Carb) اس کا علاج ہے۔ جہاں یہ دونوں کیفیات ہوں وہاں نیٹرم میور (Nat. Mur) دی جاتی ہے۔ نیٹرم میور میں اگر بچپن ہی سے مریض میں علامتیں پائی جائیں تو پیدائشی طور پر سوڈیم کا توازن بگڑنے کی علامت ہے۔ اس سے ذہنی صلاحیت اور ٹانگوں پر اثر ہو جاتا ہے اور مریض سوکھے کا مریض بن جاتا ہے۔ نیٹرم میور کی خاص علامات یہ ہیں کہ ٹانگیں اور اوپر کا دھڑ سوکھ جاتا ہے۔ اور زبان اور ٹانگوں پر بھی اثر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بچہ دیر سے بولنا اور چلنا سیکھتا ہے۔ لیکن کلکیریا کارب میں زبان پر اثر نہیں ہوتا۔ ذہنی اور جسمانی دونوں لحاظ سے چھوٹا پن ہو تو یہ برائیٹا کارب کی علامت ہے۔ اس میں ارذل العمر (زیادہ عمر میں جا کر) انسان بچپن کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ برائیٹا کارب میں عموماً بونا پن اور ملتی جلتی علامات ہوتی ہیں لیکن یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یہ دوا صرف بونوں کے لئے ہے بلکہ ذہن بھی بونا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو برائیٹا کارب اس کی دوا نہیں۔ ہڈیوں میں خم پیدا ہو جانا اور Deformation اس کی علامات ہیں۔ اگر بچہ چھوٹے قد کا ہے مگر ذہنی طور پر چاق و چوبند ہے تو برائیٹا کارب اثر نہیں کرے گی۔

برائیٹا کارب ٹائیفائیڈ کے بعد کی اور دوسری بیماریوں کے اثر میں ۲۰۰ میں استعمال کی جائے تو لمبا عرصہ میں بالعموم نمایاں تبدیلی دیکھنے میں آتی ہے۔ بعض دفعہ میں نے برائیٹا کارب کے ساتھ سلفر کو باری باری دیا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

تاہم کلکیریا کارب کے ساتھ سلفر کو باری باری نہ دیا جائے بلکہ بیچ میں لائیکوپوڈیم (Lycopodium) دی جائے پھر سلفر دی جائے۔ اس ترتیب کو بگاڑا نہ جائے۔

کلکیریا کارب میں ٹانگوں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ بچہ دیر سے چلنا سیکھتا ہے۔ مریض اندرونی طور پر سردی محسوس کرتا ہے مگر بعض اوقات ہاتھ پاؤں جلتے ہیں۔ طوفان آنا ہو تو بعض دفعہ ایسا مریض قبل از وقت اس کی علامات ظاہر کر دیتا ہے۔ خصوصاً گرد کے طوفان سے کئی گھنٹے پہلے دمے کی علامات والا مریض دمے کی وہ علامات ظاہر کرتا ہے جو گرد کی صورت میں اس سے ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے کیسز میں کلکیریا کارب مفید ہے۔

ایسا مریض جو لمبا عرصہ ذہنی کام نہ کر سکے، تھک جائے، ویسے اس کا ذہن صاف ہوتا ہے کوئی بد اثر نہیں ہوتا۔ جسم کے ہر دوسرے حصے پر ایسی کمزوری کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے مریض کا سارا نظام ہی کمزور ہوتا ہے وہ جلد تھکتا ہے۔ اس کو کلکیریا کارب سے آرام آتا ہے۔ ایسا مریض اگر بے چینی (Excitement) بھی ظاہر کرے تو اس کا اثر زیادہ دیر نہیں رہتا۔ جبکہ برائیٹا کارب کی تھکاوٹ کئی دن چلتی ہے۔

بعض بچوں اور بڑوں کو بھی بے چینی (Excite-ment) میں نیند نہیں آتی۔ نکس وامیکا ۳۰ اسے جلد فائدہ دیتی ہے۔ بعض دفعہ رسٹاکس دینی پڑتی ہے۔ کئی دفعہ سلفر کی ایک خوراک اچھا اثر کرتی ہے۔ کئی دفعہ کافیا (Cofea) دینی پڑتی ہے۔ جیسے بہت تیز کافی پی لیں تو دماغ تھکے بغیر جاگتا ہے۔ جو تھک کر جاگے وہ کافیا کا مریض نہیں بلکہ وہ نکس وامیکا یا سلفر یا رسٹاکس کا مریض ہے۔

کلکیریا کارب میں مریض ایکسائیٹ ہو اور نیند نہ آئے تو اسے کئی نظارے دکھائی دیں گے مثلاً نوکدار چیزیں دکھائی دیں گی، بعض اجسام ناچتے دکھائی دیں گے، اچانک تصویر ظاہر ہوگی، آنکھیں بند ہیں پھر بھی دیکھ رہا ہے۔ یہ کلکیریا کارب کی علامت ہے۔ اس میں بے جان اشیاء کیل، تار، چبھنے کاٹنے والی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ بعض دفعہ بچوں میں ایسی کیفیت ہو تو کلکیریا کارب یقینی دوا بن جاتی ہے۔ اس کے علاوہ عام کمزوری کی علامات سردی محسوس کرنا، ہاتھ پاؤں کا جلنا ہو تو کلکیریا کارب دے دیں۔ نوکدار چیزوں کا نظارہ یا احساس کا انتظار لازمی نہیں ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تمام علامات اس میں پائی جائیں۔ اس کا مریض چٹکیاں لیتا ہے۔ نیٹرم میور کی بھی یہ علامت ہے۔ نیٹرم میور میں خاص طور پر ناخنوں کے ساتھ جلد اکھڑ جاتی ہے جس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

بعض دفعہ چٹکیاں بھرنے والے مریض نیند سے پہلے آنکھیں بند کریں تو چہرے بھی دکھائی دیتے ہیں مگر بھوت نہیں ہیں اور اس میں موت کا خوف نہیں ہوتا۔

بعض دفعہ یہی علامات پٹرولیم میں بھی ملتی ہیں۔ پٹرولیم میں بھی جلد خشک ہو کر بعض دفعہ ناخنوں کو چھوڑ دیتی ہے۔ جیسے خشک ایگزیما ہو۔ ایسے علاقوں کے دمے میں جہاں پٹرولیم کا دھواں زیادہ ہو وہاں پٹرولیم اچھا کام کرتی ہے۔ یہ خشک دمہ ایسے ہوتا ہے جیسے سینے کے اندر خشکی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عام طور پر ڈیپریشن (Depression) اور غم کے دورے میں سوڈیم سالٹ کی دوائیں مؤثر ہوتی ہیں۔ ان میں نیٹرم میور بھی ہے، آرم میور بھی اور گریشیولا (Gratiola) بھی۔ اگر مریض ڈیپرس ہو کر زندگی میں دلچسپی نہ لے تو ایبراگریسا اور آرنیکا بھی مؤثر ہے۔ سیپیا میں وقتی اداسی نہیں ہے بلکہ بچوں، خاوند اور بیوی سے بے نیازی لیکن یہ ڈیپریشن کا نتیجہ نہیں بلکہ مستقل سی چیز ہے۔ مزاج میں میں اپنوں سے تلخی اور دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بیماری خطرناک ہے۔ کلکیریا کارب میں ڈیپریشن میں ایک ایسی بات ہے جو دوسری دواؤں میں نوٹ نہیں کی گئی۔ وہ ہے چھوٹی عمر کی لڑکی ڈیپرسڈ (Depressed) ہو جاتی ہے۔ ۸، ۹ سال کی بچی ہر چیز سے بے نیاز ہو کر بیٹھ جائے۔ ابھی اس کے کھیلنے کودنے کے دن ہیں مگر بلوغت سے پہلے خصوصاً لڑکیوں میں ایسا دورہ ہو تو اس کے فوری علاج کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ایسی لڑکی مرنے کی خواہش کرتی ہے مگر خودکشی کا اقدام نہیں کرتی۔ لیکن اس میں تشدد (Violen-ce) نہیں جو عموماً بڑوں میں خودکشی میں ہوتا ہے۔ کسی معقول وجہ کے بغیر زندگی سے مایوس ہو جاتی ہے۔ یہ کلکیریا کارب کی علامت ہے۔

کلکیریا کارب کی دیگر علامات میں لتھارجک، سست مزاج کہ زیادہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ عام غم کے مقامات میں جلد تھک جاتا ہے۔ کاربنز میں عام جسمانی کمزوری اور تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کیلشیم بھی استعمال کرائیں تو تھکاوٹ کا علاج ہے۔

ایسا مریض جاگتے میں بھوت نہیں دیکھتا لیکن سونے کے بعد ڈراؤنی خوابیں آتی ہیں۔ بعض کو اندھیرے میں بھوتوں سے ڈر لگتا ہے۔ کلکیریا کا مریض سوتے میں ڈراؤنی خوابیں دیکھتا ہے۔ اپنے آپ کو زخمی یا حادثے کی صورت دیکھے گا۔ آگ لگ گئی ہو ایسی ڈراؤنی خوابیں زیادہ دیکھے گا۔

کلکیریا کارب میں سردرد ہر قسم کی ہے اس میں تمیز کرنے والی نشانی یہ ہے کہ سردرد روشنی سے بڑھتا ہے۔ اس لئے دن کے وقت کلکیریا کارب کی سردرد رات کی نسبت زیادہ بڑھتی ہے۔ دن کے وقت سردرد بڑھے تو نیٹرم میور صبح نو بجے دی جائے۔ گریفائٹس کی سردرد بھی روشنی سے بڑھتی ہے۔ دونوں کی وجہ ان میں کاربن کا وجود ہے۔ کاربوویج میں بھی یہی علامت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آرنیکا ملیریا کی چوٹی کی دوا ہے۔ عام طور پر ملیریا میں دماغ چائنا کی طرف جاتا ہے۔ لیکن اگر آرنیکا ملیریا کے موسم میں حفظ ماتقدم کے طور پر دی جائے تو ملیریا نہیں ہوتا۔ آرنیکا ۱۰۰۰ ہفتہ میں ایک دفعہ اور لاکھ میں ہو تو مہینہ میں ایک دفعہ دی جائے۔ آرنیکا ملیریا کی علامتوں کو کھا جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا ہاتھ جل جائے تو جلن دور کرنے کے لئے رسٹاکس غیر معمولی اثر دکھاتی ہے۔ جلن کے علاج میں مٹی کا تیل لگانا بھی کار آمد ہے۔ صابن پانی میں پڑا رہے تو جو کریم سی بن جاتی ہے وہ کریم جلی ہوئی جگہ لگائیں تو آرام آ جاتا ہے۔ کھانے میں رسٹاکس ۲۰۰ مفید ہے۔ رسٹاکس جلن کی دشمن ہے۔ جہاں چھالے پڑ جائیں تو رسٹاکس فوراً ذہن میں آنی چاہئے۔

پاگل پن میں ایکونائٹ اونچی طاقت میں مفید ہے اور آرسینک بھی۔ یہ جلنے کا اینٹی ڈوٹ بھی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بچہ جس کا سر بڑا ہونا شروع ہو جائے۔ ایسا بچہ رات کو سوتے میں دردناک چیخ مارتا ہے۔ یہ سرجری کا کیس ہے۔ مگر اس میں شفا کے امکانات کم ہیں۔ زندہ بچے تو اکثر صورتوں میں نیم پاگل سا ہو جاتا ہے۔ اس لئے سرجری کا مشورہ نہیں دیا جاتا کیونکہ صرف ۵ فیصد کامیابی کا امکان ہے۔ ۹۵ ٪ مستقل زخم کا خطرہ رہتا ہے اس لئے ہومیو دواؤں سے علاج کیا جائے۔ کلکیریا کارب کام کر سکتی ہے۔ بڑھے ہوئے سر سے اس خیال سے نہ ڈریں کہ یہ واپس اصل جگہ پر نہ آئے گا سلیشیا جگہ جگہ سے پانی نکال دیتی ہے۔ سر آہستہ آہستہ سوکھ کر اپنی اصلی جگہ پر آ جائے گا۔

ایسی صورت میں Advanced Stage ہو تو کلکیریا کارب استعمال کریں ۔ بعض دفعہ اونچی طاقت کام دے جاتی ہے۔ کلکیریا کارب یا سلیشیا کا اثر دماغ کے پردوں پر نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں کلکیریا کارب کا ایک لاکھ طاقت میں استعمال غیر معمولی بات نہ ہوگی۔

آنکھ کے کورنیا میں بعض دفعہ سفید مواد آ جاتا ہے کلکیریا کارب میں ڈسچارجز آہستہ آہستہ ہونگے۔ اس میں اکثر زرد رنگ کا ڈسچارج ہوتا ہے۔ جو انفیکشن پرانی ہو اس میں زردی آ جانی طبعی بات ہے۔ تاہم کہا یہ جاتا ہے کہ کان کا مواد زرد رنگ کا ہو تو یہ کلکیریا کارب کی علامت ہے۔ کان کے پیچھے کے پردے میں جو کمزوری ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی آنکھ کے پردے کی بھی کمزوری ہو۔ آہستہ آہستہ ظاہر ہونے والا بہرا پن ایسے کان جس نے رفتہ رفتہ بعض آوازوں کی تمیز چھوڑ دی تھی ان کو جب کلکیریا کارب دی گئی تو آرام آ گیا۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

تمہاری ہر حرکت خدا کے لئے ہو جائے

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کامیابی کا نسخہ

(نذیر احمد ڈار - لندن)

ٹانگانیکا جواب تنزانیہ کہلاتا ہے مشرقی افریقہ کا ایک بہت خوبصورت ملک ہے۔ پہلے یہ برطانیہ کی نوآبادی کا حصہ تھا مگر ۱۹۶۲ء میں یہ ملک آزاد ہو گیا۔ اس وقت یہ ملک سات صوبوں پر مشتمل تھا۔ انتظامی لحاظ سے ہر صوبہ کا ایک کمشنر تھا اور پولیس کے انتظام سے پراونشل یا ڈپٹی پراونشل کمانڈر صوبہ کا سربراہ ہوتا تھا۔ آزادی کے بعد نام تبدیل کر کے ریجنل (Regional) کہلانا شروع ہو گیا۔ چھ ریجن (Region) کے سربراہ انگریز تھے مگر ایک وقت ایک ریجن کے سربراہ احمدی افسر جن کا نام ابن کریم احمد ہے مقرر ہوئے۔ اس وقت کے لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی تقرری تھی۔ میں بھی پولیس کی ملازمت میں تھا اور ہماری گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ جب یہ ملک آزاد ہوا تو دو سال کے عرصہ میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ غیر افریقن افسران کو قبل از وقت ریٹائرمنٹ دے کر فارغ کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ بھی فارغ کر دئے گئے۔ دیگر افسران کی طرح وہ بھی انگلستان آگئے اور انہیں یہاں پولیس میں ایک ملازمت مل گئی مگر اس "ٹاٹھ باٹھ" والی نہیں جو ٹانگانیکا میں تھی۔ ابن کریم احمد ایک مطمئن قسم کا آدمی تھا۔ انہوں نے وہ ملازمت اختیار کر لی اور اس ملک میں مستقل طور پر آباد ہو گئے۔ جب مجھے اسی طرح فارغ کر دیا گیا تو ان کے مشورہ پر میں بھی اس ملک میں آ کر بس گیا۔ یہ کوئی تیس سال کی بات ہے۔ میری ان سے یہاں باقاعدہ ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

تنزانیہ سے ریٹائرڈ پولیس افسران کی ہر سال ایک دفعہ Re—Union ہوتی ہے اور کافی افسران اس میں شامل ہوتے ہیں۔ ان ریٹائرڈ افسران میں صرف ابن کریم احمد واحد ایشیائی اس پایہ کے ریٹائرڈ افسران میں سے ہیں جنہیں صف اول کے افسران کہا جاتا ہے۔ ایک دن اس Re—Union کے بعد جب ہماری ملاقات ہوئی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ان سے دریافت کیا جائے کہ ان کی ترقی کا راز کیا ہے۔ چنانچہ ایک شام جب ہم حسب معمول مشن ہاؤس میں ملے تو میں نے باتوں باتوں میں یہ سوال کر دیا۔ انہوں نے میرا یہ استفسار پسند نہیں کیا۔ مگر میں نے یہ بات معلوم کرنے پر اصرار کیا تو کہنے لگے آپ کبھی میرے گھر چائے پینے آویں میں انشاء اللہ کامیابی کا نسخہ آپ کو بتاؤں گا۔ اس کا تعلق قادیان سے اور سال ۱۹۳۷ء سے ہے۔ اس پر میرا تجسس اور بڑھ گیا کہ پولیس کی ملازمت ٹانگانیکا میں، ترقی وہاں ہوئی، مگر تعلق قادیان سے اور وہ بھی ۱۹۳۷ء سے۔ نیز انہوں نے لفظ "نسخہ" استعمال کیا جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اس کا تعلق صرف دعاؤں سے نہیں بلکہ دعاؤں کے ساتھ کوئی اور عمل بھی ہے۔ رخصت ہونے سے پہلے کہنے لگے کہ اطلاع کر کے آنا۔ میں نے مذاق سے کہا کہ Appointment کر کے؟ کہنے لگے مطلب میرا یہی ہے۔ بہتر ہو وقت کی پابندی بھی ہو۔ میں نے آہستہ سی آواز میں کہا سنا تھا کہ آپ کو Appoint-ment کا بڑا چسکا ہے۔ کہنے لگے اصل بات یہ ہے کہ "بد اچھا بدنام برا" میں ایک بہت مشغول قسم کا آدمی ہوں اگر دوست بغیر اطلاع تشریف لے آویں اور میں گھر پر نہ ہوں تو کیا انہیں تکلیف نہ ہوگی۔ آخر آپ نے اس ملک میں ہسپتال کسی خاص علاج کے لئے جانا ہو، کسی وکیل وغیرہ سے ملنا ہو تو صرف یہی نہیں کہ وقت حاصل کر کے جاتے ہیں بلکہ وقت سے دس منٹ پہلے پہنچ کر قطار میں لگ جاتے ہیں۔ میرے متعلق شاید لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "گھر کا پیر ہنداالے" اس پر مجھے شرمندہ ہونا پڑا اور ان سے ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔

اب مجھے ہر وقت یہ تجسس رہنے لگا کہ آخر وہ نسخہ کیا ہوگا۔ مگر ہوگا ضرور کیونکہ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ ابن کریم کبھی غلط بات نہیں کہتے۔ خواہ اگلے کو ان کی بات پسند نہ ہو۔ خیر ایک دن ان سے وقت لے کر ٹھیک شام چھ بجے ان کے دولت خانہ پر حاضر ہو گیا۔ میں نے ان کے دروازے پر گھنٹی بجائی۔ اس ملک میں گھنٹی کا تعلق مکان سے بالکل "رفیق حیات" سا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ گھنٹی بجنی تھی کہ دروازہ کھلا اور ابن کریم احمد صاحب قمیض شلوار میں ملبوس مجھے لینے کے لئے وہاں کھڑے تھے۔ انہیں قمیض شلوار میں دیکھ کر مجھے ذرا حیرانی ہوئی کیونکہ میری جب بھی ان سے ملاقات ہوتی (جو ان کے گھر سے باہر ہوتی) ہمیشہ انہیں سوٹ میں ملبوس دیکھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس ملک میں تیس سال سے رہائش پذیر ہیں۔ مجھے اس نسخہ کی تلاش تھی اس لئے میں نے اس قمیض شلوار کے معاملہ پر ان سے کوئی تبادلہ خیال نہیں کیا۔ انہوں نے نہایت تپاک سے میرا استقبال کیا۔ علیک سلیک کے بعد مکان کے سامنے والی مردانہ بیٹھک میں مجھے ساتھ لے گئے اور ایک بادامی رنگ کے صوفہ سیٹ کی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیٹھ جانے کو کہا۔ ان کے ارشاد پر میں بیٹھ گیا مگر ساتھ ہی مجھے سموسوں کی خوشبو آ رہی تھی جو ظاہر ہے میری تواضع کے لئے تیار ہو رہے تھے یا ہو چکے تھے۔

اتنے میں ابن کریم صاحب چند ساعت بعد چائے کی ٹرے لے کر واپس آئے۔ چائے کے علاوہ ایسٹ افریقہ کے سموسے جو حشر برپا کر رہے تھے۔ اب ایک طرف تو سموسوں کا عمل جاری تھا اور دسری طرف میرا اس نسخہ کو معلوم کرنے کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا تھا۔ اس پر ابن کریم نے اس طرح اپنی کہانی شروع کی۔

میں ۱۷ مارچ ۱۹۳۷ء کو افریقہ کے لئے روانہ ہونے سے قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور دعا کی غرض سے قادیان گیا۔ وہاں میرا قیام چوہدری محمد اسحاق صاحب سیالکوٹی کے ہاں تھا۔ وہ ان دنوں دارالضیافت میں متعین تھے جو حکیم فضل الرحمان صاحب مرحوم سابق مبلغ مغربی افریقہ کے مکان میں تھا۔ یہ محلہ دارالفضل میں ہے۔ مورخہ ۱۸ مارچ کو میں ملاقات کے لئے گھر سے نکلا۔ ریتی چھلہ پہنچ کر میں ہر بازار اور ہر مکان کو بڑے غور سے دیکھتا جا رہا تھا کیونکہ مجھے علم تھا کہ افریقہ جا کر ایک لمبے عرصہ کے بعد یہاں واپس آنا ہوگا۔ میں وہاں ہر مکان، ہر دوکان اور ہر گلی سے اچھی طرح مانوس تھا کیونکہ میں نے اس عظیم شہر میں ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۴ء تک تعلیم حاصل کی تھی۔ میں قصر خلافت کی طرف جا رہا تھا۔ جب میں ڈاکٹر محمد احمد صاحب مرحوم ابن حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ کی کلینک کے سامنے سے گزرا تو مجھے اچانک ایک خیال آیا اور میں نے دل میں کہا "ہاں ٹھیک ہے" ذہن کو سکون ہو گیا اور میں چلتا جا رہا تھا اور یہ بھی دیکھتا جا رہا تھا کہ کیا راستہ میں کوئی سٹیشنری کی دوکان ہے۔ جب میں "پیارے لال صراف" کی دوکان سے ذرا آگے بڑھا تو وہاں ایک احمدی کی سٹیشنری کی دوکان نظر آئی۔ اس دوکان کے ساتھ ایک گلی احمدیہ بازار کو جاتی تھی۔ جو دوسری طرف مولانا رحمت علی صاحب مرحوم سابق مبلغ انڈونیشیا کے مکان کے تقریباً سامنے نکلتی ہے۔ میں اس دوکان پر ٹھہر گیا اور دوکاندار سے ایک چھوٹی سی نوٹ بک خریدی جس کی قیمت چھ پیسے تھی۔ میں نے یہ نوٹ بک ایک خاص ارادہ سے خریدی تھی۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچ کر ملاقات کے لئے نام لکھوایا۔ میرا خیال ہے کہ مولوی اعجاز احمد صاحب مرحوم اس وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ دفاتر اور انتظار کا کمرہ نچلے حصہ میں تھا اور حضور کا دفتر پہلی منزل پر تھا۔ سیڑھی نیم گول دائرہ کی شکل میں اوپر جاتی تھی۔ جب میری باری آئی تو مولوی اعجاز احمد صاحب مجھے اپنے ساتھ لے کر سیڑھیوں سے اوپر چڑھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ٹائم پیس گھڑی ہے۔ دریافت کرنے پر پتہ لگا کہ وہ کال بیل (Call Bell) کا کام دیتی ہے۔ یعنی جب ملاقات کرنے والے کا وقت ختم ہونے کو ہوگا تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب گھڑی کی سوئیوں کو چکر دے کر گھنٹی بجا دیں گے۔

مضمون لکھتے وقت جب میں اس مقام پر پہنچا تو ذہن میں عجیب خوشی کے خیالات موجزن ہوئے۔ ایک وقت تھا کہ نہ بجلی، نہ بجلی کے تار، نہ بجلی کا بٹن اور نہ بجلی کی گھنٹی۔ بلکہ اسپرنگ سے بجنے والی گھنٹی بھی میسر نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ حال ہے کہ ہر دفتر کے ہر کمرہ میں ٹیلیفون، کال بیل، اور ضرورت کے مطابق انٹرکام (Intercom) بلکہ خاص سٹاف کے پاس Cordless فون ہی نہیں بلکہ ایم ٹی اے کے سٹوڈیو میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ساری دنیا سے ایک ہی وقت میں رابطہ، میرے نزدیک ایک تھوڑی سی عقل کے آدمی کے لئے یہ امر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے۔ خیر یہ جو ایک جملہ معترضہ تھا۔ مکرم ابن کریم صاحب نے اپنی کہانی جاری رکھتے ہوئے کہا، جہاں تک مجھے یاد ہے اس دن ملاقاتیں سامنے والے کمرہ میں ہو رہی تھیں۔ بعض دفعہ برآمدہ میں بھی ہوتی تھیں۔ جونہی کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھا حضور فرش پر ایک صف بچھی ہوئی ہے اس پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے ہوئے مصافحہ کیا اور حضور سے اپنے آمدہ سفر کے متعلق آگاہ کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی اور اٹھنے سے چند ساعت پہلے حضور سے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت لکھ دیں۔ جونہی میں نے محسوس کیا کہ حضور نے میری درخواست قبول فرما لی ہے میں نے وہ چھ پیسے کی نوٹ بک حضور کی طرف بڑھا دی۔ قلم حضور نے خود نکالا اور ذیل والی تحریر رقم فرما دی۔

تحریر حضرت مصلح موعودؓ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

یہ چار کلمے جامع ہیں مومن کی زندگی کے۔ پہلے میں بدی سے نفرت، دوسرے میں نیکی کی رغبت اور تیسرے میں رہنمائی کرنے والے کے احسان کی قدر اور اطاعت، چوتھے میں کامیابی پر فخر سے اجتناب کا سبق دیا گیا ہے۔ یہ سبق یاد رکھیں تو دین و دنیا کی کامیابی یقینی ہے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

ابن کریم نے اس کے ساتھ ہی اس نسخہ کی ایک فوٹو کاپی میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے وہ تحریر نہایت توجہ سے پڑھی اور اب ہم ایک دوسرے کی طرف تعجب سے دیکھ رہے تھے اور کمرہ میں بالکل خاموشی تھی۔ البتہ سموسے کھانے کا عمل جاری تھا۔ اس لئے کسی وقت منہ سے ہلکی سی "کرچ کرچ" کی آواز آ جاتی۔ پھر میں نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے کہا "یہ تو بہت اچھا اور بہت عمدہ نسخہ ہے"۔ میں نے کہا مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کو پولیس میں وہ عمدہ عہدہ ملا تھا اور وہ پوسٹ جو صرف انگریزوں کے لئے مخصوص تھی، جسے پاکستان یا ہندوستان میں ڈی آئی جی (D.I.G.) کے برابر گنا جاتا ہے۔ آپ ایک صوبہ کے سربراہ تھے جس میں سات ضلعے تھے اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ آپ کی کمان میں ۷۰۰ افراد تھے جن میں ایس پی کے عہدہ کے انگریز افسر بھی تھے۔ آپ کی ترقی انگلستان سے Secretary of State for Colonies نے کی تھی۔ جس کی وجہ سے بعد میں آپ کو ریٹائرمنٹ کے وقت باقی انگریز افسروں کی طرح بہت زیادہ مراعات بھی حاصل ہوئیں۔ یہاں انہوں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ آپ غلط فہمی میں مبتلاء نہ ہوں۔ میری کوئی خوبی نہیں یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میں نے کہا یہ درست ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر تو کچھ نہیں ہو سکتا...... اب سموسے بھی ختم ہو چکے تھے اور وقت بھی کافی ہو گیا تھا۔ میں نے اس کامیابی کے نسخہ کی نقل ہاتھ میں لیتے ہوئے اجازت چاہی۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔

عین ممکن ہے ہمارے بہت سے نوجوان اس نسخہ کو استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ ہاں بڑی خوشی سے کریں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیاوی کامیابیاں عطا کرے۔

جرمنی سے پاکستان یا کسی بھی ملک کے ہوائی سفر کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

دسمبر میں PIA یا کسی بھی ایرلائن سے پاکستان کے سفر کے لئے ابھی سے اپنی نشست محفوظ کروالیں، ارادہ بدلنے پر کینسلیشن چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

Irfan Khan,
Goldwing Trade & Travel Frankfurt
Tel: 069 - 567262, Fax: 069 - 5601245

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔ (مینیجر)

(چوتھی قسط)

سوال و جواب

مجلس انصار اللہ برطانیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو محمود ہال لندن میں ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں بعض غیر از جماعت احباب نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر معزز مہمانوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گفتگو افادہ احباب کے لئے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر)

دلائل کی بحث سے کردار کشی کی مہم تک

ایک مہمان نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیوں کے بارہ میں چند سوالات اٹھائے۔ منجملہ ان سوالات کے ایک سوال یہ تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا اعلان کیا جو لوگوں کو بہت ناگوار گزرا۔ گوجرانوالہ کے ایک آدمی نے حقیقت مرزا کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ مرزا صاحب نے ایک عورت سے شادی کی پیش گوئی کی تھی جو غلط ثابت ہوئی

حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی میں مسلمان علماء نے اس Issue کو بہت اٹھایا۔ بعد کے مصنفین نے تو ان مسلمان علماء کی صرف نقل ماری ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے کچھ بھی پیش نہیں کیا۔ موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جتنے اعتراض اکٹھے کئے گئے ہیں وہ ان علماء کی کوششوں کی مرہون منت ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے آغاز سے ہی آپ کی کردار کشی کی مہم شروع کر دی تھی۔ دلائل کی بحث میں مبتلا ہونے کی بجائے جلد ہی اسے ترک کر کے کردار کشی کی مہم کو اپنا لیا گیا۔ آج بھی یہی سلسلہ جاری ہے۔ پس میں اس کا جواب بعد میں دوں گا پہلے آپ اپنا پہلا سوال کریں۔

سائل نے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ساری پیش گوئیاں پوری ہوئیں لیکن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئیاں کیوں پوری نہیں ہوئیں۔ اگر پوری ہوئیں تو وہ کون سی تھیں۔

حضور نے فرمایا اول تو یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تمام پیش گوئیاں من و عن ویسے ہی پوری ہوئیں جیسے فرمایا گیا تھا۔ میں نے گزشتہ ایک مجلس میں بائبل کے حوالے سے قطعی طور پر دکھایا تھا کہ New Testament کے مطابق حضرت مسیح نے صلیب سے اترنے سے پہلے اپنے ساتھی کو جو ایک ڈاکو تھا اور مصلوب تھا اس کو کہا کہ ۲۴ گھنٹے یعنی دن پورا نہیں ہو گا کہ میں تمہیں جنت میں ملوں گا اور یہ بات پوری نہیں ہوئی۔ پھر تمام انبیاء کے ساتھ بعض ایسی پیش گوئیاں ہوتی ہیں جو کچھ اشتباہ کے پہلو رکھتی ہیں مگر جب عمومی طور پر ان پیش گوئیوں کی عظمت کو عالمگیر طور پر دیکھا جاتا ہے تو یہ چھوٹے چھوٹے بظاہر داغ دکھائی دیتے ہیں۔ ایک متقی انسان عموم پر فیصلے کرتا ہے۔ اس کو یا تو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے یا یہ سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے ہماری سمجھ سے بالا ہو۔ یہ جو مضمون ہے یہ عمومی ہے۔ ہر نبی کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے "ذالک الکتاب لاریب فیہ" یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پھر فرماتا ہے "فیہ آیات محکمات ھن ام الکتاب و اخر متشابھات" (آل عمران:۸) یہ ایسی کتاب ہے جس میں متشابہ آیات بھی ہیں اور محکمات بھی ہیں۔ جن لوگوں کے دل میں مرض ہوتا ہے اور ان کی بیماری زور پکڑ جاتی ہے وہ متشابہ آیات میں پڑ جاتے ہیں لیکن جو اہل علم ہوتے ہیں وہ محکمات پر چلتے ہیں اور جو بندہ کے اختیار سے باہر کی باتیں ہوتی ہیں اور متشابہات ہیں انہیں ان قطعی نشانوں کی ذیل میں سمجھ لیتے ہیں یا ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک عمومی مضمون ہے جسے میں انشاء اللہ آپ کے اس سوال کے تعلق میں بیان کروں گا۔

عالمی نوعیت کی پیش گوئیوں کا حیرت انگیز ظہور

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو پیش گوئیاں عالمی نوعیت کی ہمارے سامنے ظہور پذیر ہو چکی ہیں ان کو دنیا کا کوئی انسان اب تبدیل نہیں کر سکتا۔ سب سے پہلے عیسائیت کے رہنما ڈوئی کے ساتھ آپ کی ٹکر ہوئی ہے۔ امریکہ کے اخبارات نے اسے خوب اچھالا اور کہا کہ ایک دعوے دار ہے مسیح کی نمائندگی میں اس کی آمد ثانی کا اعلان کرنے والا اور ان دونوں کی ٹکر ہو گئی ہے۔ چنانچہ باسٹن (امریکہ) کے مشہور اخبار ٹریبیون نے خصوصیت سے اس کو کور (Cover) دیا اور باقی اخباروں نے بھی اور آخر پر جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا بعینہ اسی طرح بڑی ذلت کے ساتھ وہ اس انجام کو پہنچا جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب میں کھول کر بیان کر چکے تھے کہ اللہ مجھے بتا چکا ہے کہ اس کے ساتھ یہ سلوک ہو گا۔ یہاں تک کہ امریکہ کے اخبارات خصوصاً ٹریبیون نے یہ شہ سرخی لگائی کہ "مرزا قادیانی جیت گیا ہے" (Great is Mirza Ghulam Ahmad) وہ جیت گیا اور یہ ہار گئے۔

حضور نے فرمایا کہ اس حوالے کو دیکھ کر پتہ لگتا ہے کہ اس زمانے میں کچھ انصاف ابھی باقی تھا۔ مذہبی اختلافات کے باوجود سچی گواہی دینے والے ہوتے تھے۔ حضور انور نے اس موقع پر اخبار مذکور کا تراشہ منگوا کر سائل کو دکھایا اور پھر فرمایا اس کی ایک فوٹو کاپی آپ کو دے دی جائے گی۔

Great Is Mirza
Ghulam Ahmad
The Messiah

FORETOLD PATHETIC END OF DOWIE,
AND NOW HE PREDICTS PLAGUE,
FLOOD AND EARTHQUAKE

حضور انور نے مذکورہ بالا الفاظ پڑھنے کے بعد فرمایا، اب طاعون کی جوبات میں کروں گا اس کے ظاہر ہونے سے پہلے یہ اعلان امریکہ میں ہو چکا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تائید میں طاعون پھیلنے کا ذکر کر دیا اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیش گوئی پوری ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر غیر معمولی زلزلوں (Earthquakes) کا ذکر کیا ہے۔ غیر معمولی Floods کا ذکر کیا ہے۔ یہ تمام باتیں بعینہ اس شان سے پوری ہوئیں کہ عالمی اخباروں نے اس کو Cover دیا۔ ایسے زلزلے آئے کہ (ہمارے پاس حوالے موجود ہیں) ماہرین نے کہا کہ معلوم انسانی تاریخ میں اس طرح پے در پے اتنی بڑی نوعیت کے زلزلے کبھی نہیں آئے۔ یہ ایک غیر معمولی بات ہے۔ تو یہ پیش گوئیاں ہیں جو عالمی نوعیت کی ہیں۔ وہ پیش گوئی (محمدی بیگم کی پیش گوئی) ایک چھوٹی گلی کے موڑ کی پیش گوئی ہے جہاں سائے بھی پڑ جاتے ہیں مگر اس کی وضاحت بھی میں کر دوں گا۔

طاعون کی پیش گوئی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا طاعون کی پیش گوئی جس کا اس میں ذکر موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی کی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ فرشتے کالے رنگ کے پودے لگا رہے ہیں جس کی تشریح مجھے یہ بتائی گئی کہ طاعون پھیلنے والی ہے اور یہ طاعون وہی طاعون ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ایک ایسے کیڑے کے طور پر کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں سے کلام کرے گا کہ خدا کے بھیجے ہوئے کا انکار کر دیا گیا ہے یعنی یہ سزا کے طور پر آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابھی متنبہ کرتا ہوں اور اس بات کی تائید میں کہ یہ نشان میرے حق میں ہے، اتفاقاً پیش گوئی نہیں ہے، میں یہ بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے ماننے والوں کو طاعون اکثر چھوڑ دے گا اور طاعون سے شاذ کے طور پر احمدیوں میں وفات ہو گی لیکن اتنا نمایاں فرق ہو گا کہ دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی۔ آپ نے فرمایا قادیان میں اگرچہ طاعون پہنچے گا مگر "الدار" یعنی میرے گھر کی چار دیواری کے اندر ایک چوہا بھی طاعون سے نہیں مرے گا۔ اب آپ بتائیے کہ کوئی نزلہ کے خلاف ایسی پیش گوئی کر سکتا ہے۔ فلو پھیلنے والا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرے ماننے والوں سے خدا یہ امتیازی سلوک کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کی یہ پیش گوئی کی، اخباروں میں شہرت ہوئی، تمام مخالف اخباروں نے کہا کہ دیکھو جی ایک اور بڑ ماری گئی ہے۔ اگر یہ بات سچی نہ ثابت ہوئی تو وہ پلیگ (طاعون) جو پنجاب میں آیا ہے جس نے بعض علاقوں میں جھاڑو دے دئے اس پلیگ (طاعون) کو چاہئے تھا کہ وہ احمدیت کو بھی صاف کر دیتی کیونکہ اتفاقی حادثہ کے مطابق احمدیوں کو بھی اسی طرح مرنا چاہئے تھے جس طرح غیر احمدی مرتے یا مکذبین مرتے تھے بلکہ چونکہ ان کے نزدیک بانی سلسلہ احمدیہ مفتری تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کو چاہئے تھا کہ طاعون کو خاص طور پر احمدیت کے صفایا کے لئے استعمال کرتا۔ لیکن آپ کو پاکستان جا کر رہنے کا موقع ملے تو جا کر دیکھیں سیالکوٹ، گجرات اور جہلم وغیرہ میں کثرت سے ایسی جماعتیں ملیں گی جن کے آباؤ اجداد طاعون کا نشان دیکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ بعض لوگ عین طاعون میں جب اردگرد موتا موتی لگ رہی تھی احمدی ہو کر نجات پاتے رہے اور قادیان میں ہمارے گھروں کے اردگرد ہندوؤں کا محلہ جو تھا وہاں کثرت سے طاعون آیا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں طاعون سے کسی قسم کی وفات نہیں ہوئی۔ سائل نے پوچھا کیا آپ وہاں تھے۔ حضور نے فرمایا میں تو اس وقت پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ میں تو اس تاریخ کا حوالہ دے رہا ہوں جو محفوظ ہے۔ ویسے اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہوا ہوتا تو لوگوں نے مرتد ہو جانا تھا۔ کس زور نے ان کو پکڑا ہوا تھا۔ اوپر سے لوگ مار رہے تھے، گالیاں دے رہے تھے، گھر سے بے گھر کر رہے تھے اور ادھر سے خدا کا عذاب بھی آکر پکڑ لیتا تو کیا لوگ پاگل سر پھرے تھے جو اس شخص کے پیچھے لگے رہتے۔ یہ ایک ایسا قطعی انسانی فطرت کا ثبوت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ جو واقعات ریکارڈ ہیں ان میں مثال کے طور پر مولوی محمد علی صاحب تھے، ان کو بخار ہوا اور گلٹی بھی نکلی اور یہ سمجھا گیا کہ آپ کو طاعون ہو گیا ہے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بلانا شروع کیا کہ آکر دعا کریں میں تو آپ کا مرید ہوں، ماننے والا ہوں اور طاعون سے مرا جاتا ہوں۔ اول تو یہ دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدائی وعدوں پر کتنا یقین کامل تھا۔ طاعون بتایا جاتا ہے تو کیا ایک جھوٹا آدمی اس کے قریب پھٹکے گا؟ وہ تو بھاگے گا وہاں سے بہانے لگا کے کہ اوہو میں ہی نہ مارا جاؤں۔ اگر مجھے طاعون ہو گیا تو احمدیت ہی طاعون سے مر جائے گی۔ آپ مولوی صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا مولوی صاحب! کیا بات ہے۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا مجھے تو کوئی بخار دکھائی نہیں دیتا۔ اطباء جو ساتھ تھے انہوں نے فوراً چیک کیا سارا بخار اترا ہوا تھا، گٹھلی بیٹھنی شروع ہوئی اور مولوی محمد علی صاحب پارٹیشن کے بہت بعد فوت ہوئے ہیں۔ پس یہ گواہیاں ایسی قطعی گواہیاں ہیں جن کے نتیجہ میں لوگ احمدی ہوئے ہیں، احمدیت سے گریز نہیں کیا۔

عالمی جنگ کے متعلق کچھ پیش گوئیاں

حضور نے فرمایا آپ کو پتہ ہے کہ ہوائی جہاز کی ایجاد ۱۹۰۵ء میں ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ پیش گوئیاں ہیں جو عالمی جنگ کی بات بتا رہی ہیں۔ ان میں ایک پیش گوئی جو آپ نے اپنے منظوم کلام میں بیان فرمائی وہ کچھ اس طرح ہے کہ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" کہ میں وسیع سمندروں کو لڑنے والی کشتیوں سے بھرا ہوا دیکھ رہا ہوں یعنی پہلی جنگ عظیم میں نیول وار فیئر بڑے وسیع پیمانے پر ہو گی اور پھر فرمایا کہ میں آسمان سے آگ برستی دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا کہ "زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار" یعنی اگر زار (روس) اس وقت تک قائم رہا تو بحالت زار پایا جائے گا۔ یہ ۱۹۰۵ء کے لگ بھگ کچھ اس سے پہلے کی، کچھ اس وقت کی پیش گوئیاں ہیں۔ زار اس وقت انگلستان کی سلطنت کے مقابلہ پر ایک ایسی سلطنت کا بادشاہ تھا جو برابر کی ٹکر تھی۔ اور سلطنت روس بڑی عظمت رکھتی تھی۔ ہندوستان بھی زار کی عظمت کا قائل تھا۔ اس کا استقبال ہوتا تھا اور اس کے متعلق بڑی بڑی خبریں شائع ہوتی تھیں۔

باقی صفحہ نمبر 16 پر

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ۔ محمود احمد ملک)

★قیام ربوہ کے فوراً بعد سیدنا مصلح موعودؓ کی دعوت پر پنجاب کے صحافیوں کا ایک وفد ربوہ آیا۔ اس موقعہ پر ایک بڑا شامیانہ لگایا گیا اور جملہ انتظامات کی نگرانی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام سکول حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحبؓ کے سپرد کی گئی جنہوں نے جماعت دہم کے طلباء کو مدد کے لئے بلا رکھا تھا۔ انہی طلباء میں محترم بشیرالدین احمد سامی صاحب بھی تھے جن کے قلم سے سیدنا مصلح موعودؓ سے متعلق انکی یادداشتوں پر مشتمل ایک مضمون "وہ گنجہائے گرانمایہ" روزنامہ "الفضل" ۲۷ ستمبر میں شامل اشاعت ہے۔ ربوہ کی پہلی پریس کانفرنس کے موقع پر جناب عبدالمجید سالک پیش پیش تھے اور انکی زبان حضرت صاحب، حضرت صاحب کہتے ہوئے نہ تھکتی تھی۔ اس موقعہ پر حضورؓ کا فرمان کہ ہم انشاء اللہ اس کلر زدہ وادی کو ہرا بھرا کردیں گے، آج ہر زائر کے لئے روشن نشان ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ مارچ ۵۵ء میں حضورؓ جب علاج کی غرض سے یورپ جانے کے لئے کراچی پہنچے تو حضور کے قیام کا انتظام کراچی شہر سے دور مالیر کی بستی میں گرینڈ ہوٹل کے عقب میں ایک حویلی میں کیا گیا۔ اسی حویلی میں گورنر جنرل پاکستان جناب غلام محمد صاحب حضورؓ کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے۔ اگرچہ انکی بیماری کے پیش نظر حضورؓ کا اصرار تھا کہ جناب غلام محمد صاحب اپنی صحت کا خیال رکھیں لیکن وہ اپنی شدید علالت کے باوجود تشریف لائے اور حضورؓ کے ہمراہ استقبالیہ کمرہ میں تشریف فرما رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ یورپ سے واپسی پر جب کراچی میں قیام فرما ہوئے تو محترم مولوی عبدالحق صاحب بابائے اردو بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ وہ اس وقت زندگی کے نازک دور سے گزر رہے تھے، تجردانہ زندگی، عمر کے تقاضے، اردو کالج اور ٹرسٹ کے تعلقات میں کشیدگی — یہ ساری باتیں انکی شخصیت پر براہ راست اثرانداز ہورہی تھیں۔ ایسے میں نان نفقہ کا بندوبست حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ کے توسط سے جماعت نے کیا ہوا تھا۔ وہ امام جماعت احمدیہ کی شفقتوں سے فیض پارہے تھے اور یہی کشش انہیں حضورؓ کے پاس لے آئی تھی۔

★★حضرت سیدہ ام طاہرؓ کے والدین نہایت پارسا اور فدائے احمدیت بزرگ تھے۔ آپکی والدہ مستجاب الدعوات اور روحانی طور پر نہایت بلند مقام رکھنے والی بزرگ تھیں۔ حضرت سیدہ ام طاہرؓ بہت بہادر، پروقار اور ہمدرد تھیں۔ آپؓ کا مختصر ذکر خیر محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ کے قلم سے "الفضل" ربوہ ۲۸ ستمبر کی زینت ہے۔ مضمون نگار لکھتی ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ ایک مرتبہ شدید بیمار ہوئے تو حضرت سیدہ ام طاہر برآمدہ میں حضورؓ کے لئے ناشتہ تیار کر رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ رو بھی رہی تھیں، آنکھیں رونے سے سرخ اور سوجی ہوئی تھیں۔ آپؓ نے کہا کہ دعا کرو کہ خدانخواستہ اگر حضرت صاحب کو صحت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ مجھے اٹھالے۔ میں ایک منٹ کی جدائی بھی برداشت نہیں کرسکتی۔ یہ آپؓ کی حضرت مصلح موعودؓ سے والہانہ محبت کی ایک مثال ہے۔

★★روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۰ ستمبر سے محترم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم کے دو اشعار:

کیا کہا ناصح! مجھے تاب شکیبائی نہیں
کیا تجھے اندازہ آشوب تنہائی نہیں
تھا کوئی دن جو تمہارے ذکر سے خالی رہا
یا تمہاری یاد نے جو رات مہکائی نہیں

★★حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ابتدائی عمر میں ہی شناخت کرلیا اور دعویٰ سے قبل ہی آپؓ حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ کے ساتھ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے پاس جایا کرتے تھے جو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ آپؓ اکثر حضورؑ کی شفقت کا ذکر فرماتے تو چشم پرآب ہو جاتے۔ آپؓ حضورؑ کے ساتھ ایک ہی کمرے میں رہے۔ اکٹھے کھانا کھاتے رہے اور حضورؑ نے اکثر ماں کی طرح محبت اور اصرار کے ساتھ بوٹیاں آپؓ کو کھلائیں۔ آپؓ کے بیٹے حضرت حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کا انکے ذکرخیر پر مضمون جو ۲۲ اپریل ۴۲ء کے روزنامہ "الفضل" میں شائع ہوا تھا، "الفضل" ربوہ ۳۰ ستمبر میں مکرر شائع ہوا ہے۔ حضرت حکیم صاحبؓ کو اپنے والد محترم کی وفات کی اطلاع ۱۹۴۲ء میں اس وقت ملی جب وہ نائیجیریا میں بطور مبلغ متعین تھے۔ قبل ازیں ۲۵ء میں جب آپؓ غانا میں تھے تو آپکی والدہ محترمہ وفات پاگئی تھیں۔ حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ بہت منکسرالمزاج اور مہمان نواز تھے۔ دعاؤں کی بہت عادت تھی۔ اکثر دعا کے نتیجہ میں قبل از وقت انکو اطلاع مل جاتی۔ حافظ قرآن تھے اور طبابت بھی جانتے تھے لیکن سرکاری ملازمت میں ہونے کے باعث اسے بطور پیشہ نہ اپنایا۔ مارچ ۴۲ء میں آپکی وفات ہوئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

★★جماعت احمدیہ برطانیہ کا "اخبار احمدیہ" ستمبر، اکتوبر جلسہ سالانہ برطانیہ کے اجلاسات اور اس موقعہ پر منعقدہ دیگر پروگراموں کی رپورٹس اور تصاویر سے مزین ہے البتہ کوئی تصویر مارکی کے اندر تشریف فرما شرکائے جلسہ کی نہیں دی گئی جس کی کمی بہرحال محسوس ہوتی ہے۔ اس شمارہ میں مقامی اعلانات میں آئندہ جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا اعلان بھی کردیا گیا ہے جو انشاء اللہ ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ جولائی ۹۶ء کو منعقد ہوگا۔ اسی شمارے میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں انصار کی تبلیغی سرگرمیوں پر خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔

★★اسی شمارے میں جماعت کے عہدیداران کی راہنمائی کے لئے چند ہدایات دی گئی ہیں جن کا خصوصیت سے تعلق تبلیغ، تعلیم و تربیت سے ہے۔

بقیہ۔ مختصرات

★ دیگر مذاہب کے مقابل اسلام اپنا کیا مقام بیان کرتا ہے؟

★ عیسائیوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذباللہ) اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹے ہیں کیا یہ بات ایسی ہی نہیں کہ جیسے مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے دعویٰ نبوت میں (نعوذباللہ) جھوٹے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں ان کا دعویٰ الوھیت جھوٹا ہے؟

★ احمدیت کا خصوصی امتیاز کیا ہے اور مسلمانوں کے دوسرے فرقے احمدیوں کی کس وجہ سے PERSECUTION کرتے ہیں؟

★ UNIFICATION MOVEMENT کے سربراہ کو برطانیہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس تحریک کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

★ جماعت کے نام "احمدیہ" کی کیا اہمیت ہے؟

★ TURIN SHROUD (کفن مسیح) کے بارہ میں ایک حالیہ ٹی۔وی پروگرام کے حوالہ سے یہ سوال کہ یہ کس حد تک مستند اور حقیقی کفن مسیح ہے؟

★ بچوں کے خلاف جنسی زیادتی کے لئے سزائے موت اور قتل کی سزا کے طور پر پھانسی کو قائم کرنے کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا کسی اور طریق سے ان جرائم کی روک تھام کی جاسکتی ہے؟

★ دنیا میں مختلف دنیاوی علوم کی ڈگریاں ہوتی ہیں جن سے علم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیا روحانیت کے مقام کے لئے بھی اس طرح کے کوئی معیار یا ڈگریاں ہیں جن سے روحانیت کا اندازہ ہوسکے؟

★ ایک افریقن ملک میں مذہبی انتہا پسند لوگوں نے اعلان کیا ہے کہ حکومت کا اختیار حاصل کرتے ہی وہ ملک میں قائم لڑکیوں کے سب سکول بند کردیں گے۔ کیا اس کا کوئی جواز ہے؟

★ سکولوں میں مذہبی تعلیم دینے والے اساتذہ کو آپ کیا ہدایات دیں گے کہ مسلمان بچوں کی تعلیم کے دوران کن امور کو مدنظر رکھنا چاہئے؟

سوموار و منگل۔ ۳۰ و ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء

معمول کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دو دنوں میں ہومیو پیتھی کی کلاسیں لیں۔ بالترتیب یہ کلاس نمبر ۱۱۸ اور ۱۱۹ تھیں۔

بدھ یکم نومبر ۱۹۹۵ء

آج کی ترجمۃ القرآن کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیت ۹۰ تا ۱۱۳ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔ یہ کلاس نمبر ۹۱ تھی۔

جمعرات ۲ نومبر ۱۹۹۵ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۹۲ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیت ۱۱۴ تا ۱۳۸ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔ آج کی کلاس میں آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں قوم فرعون پر آنے والے عذابوں کی حقیقت بیان فرمائی اور اس ضمن میں دریائے نیل کے منبع کے متعلق تفصیل سے بتایا۔

جمعہ ۳ نومبر ۱۹۹۵ء

آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ سوالات حسب ذیل تھے۔

★ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اس پر قرآن مجید کا پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

★ قرآن مجید کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "شفآء لما فی الصدور" (یونس:۵۸)۔ کیا اس سے صرف روحانی بیماریوں کا علاج مراد ہے یا جسمانی بیماریاں بھی اس میں شامل ہیں؟ آیات قرآنی سے جسمانی شفاء کا حصول کس حد تک درست ہے؟

★ سورۃ نمل کے حوالہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں یہ سوال کہ انہوں نے ملکہ سبا کا تخت کیوں منگوایا تھا؟ (اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے حضرت سلیمانؑ کے واقعات کا تفصیلی ذکر فرمایا اور منطق الطیر۔ نملہ۔ عرش اور اس کے متعلق دیگر موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس موضوع پر یہ ایک جامع بیان ہے۔)

★ دنیا کی کرنسی مارکیٹوں میں خطیر رقم جوئے پر لگادی جاتی ہے جبکہ COMODITY مارکیٹ میں اصل خرید و فروخت ہوتی ہی نہیں۔ حضور کا اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

★ کیا دنیا کسی بڑے مالی بحران کی طرف جا رہی ہے؟

★ کتاب "آسمانی فیصلہ" کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ اعداد لکھے ہیں۔ ان کا کیا مطلب ہے؟

(ع۔م۔ر)

جب خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو وہ گناہ کو جلاکر بھسم کر جاتی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

دلچسپ خبریں

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

اور بازار سے لے آئے

اگر ٹوٹ گیا

اگر کسی حادثہ میں کان ٹوٹ کر گر جائے (یا کوئی ماسٹر مروڑتے مروڑتے جڑ سے ہی اکھاڑ پھینکے) تو بازار سے نیا کان آرڈر پر بنوایا جاسکتا ہے جو اصلی کان ہی کی طرح انسان کے اپنے جسم کا حصہ ہوگا۔ سائنس کی اس نئی شاخ کا نام "ٹشو انجینئرنگ" ہے۔ اس میں لیبارٹری میں انسان کی اپنی جلد اور مرمری ہڈی کو جسم کے ایک ذرہ سے اگاکر بڑھایا جاسکتا ہے۔ فی الحال اس لیبارٹری میں کان اور ناک بنائے جاسکے ہیں۔ بعض لوگوں کے کان لڑائی بھڑائی میں اتنے کچلے جاتے ہیں کہ انہیں کو دوبارہ نہیں لگایا جاسکتا ایسی صورتوں میں یہ سائنس کام آئے گی۔ لیکن یہ بات یہیں ختم نہیں ہوگئی بلکہ اب جگر، جلد، کان مرمری ہڈی، دل کے والو، وہ سخت قسم کے ریشے جو پٹھوں کو ہڈی سے جوڑتے ہیں (TENDONS) ۔ آنتیں، خون کی شریانیں اور چھاتی کے اعصاب تک کامیابی سے بنانے کا امکان پیدا ہوگیا ہے۔ اس کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ بہت دلچسپ تھا۔ مختلف شکل کے اعضاء تیار کرنے کے لئے ایک خاص قسم کا مصالحہ (POROUS, BIODEGRADABLE POLYESTER) تیار کیا گیا۔ اس سے کان کی شکل کا فرما (SCAFFOLDING) بنایا گیا اس کے اوپر انسانی مرمری ہڈی کے ذرات بکھیرے گئے ان کو اب ترقی دینے کے لئے پہلے سے تیار شدہ ایک چوہے کے جسم پر لگادیا گیا۔ یہ چوہا بغیر بالوں کے تھا اور DNA انجینئرنگ کے ذریعہ اس کو ایسا بنایا گیا تھا کہ اس میں دفاعی نظام (Immune System) بہت ہی کم ہوتا کہ وہ انسانی جسم کی پیوندکاری کو بڑھانے سے انکار نہ کردے یعنی REJECT نہ کردے۔ امریکہ میں ٹشو انجینئرنگ کی شاخ پر کافی تحقیقی کام ہورہا ہے۔

"نیلی بیگم" کی ملکیت پر جھگڑا

پرنس آغا خان کا شمار دنیا کے امیر ترین افراد میں ہوتا ہے۔ انہوں نے پچیس سال قبل ایک برطانوی نژاد ماڈل گرل سارہ کروکر پول (SARAH CROKER POOLE) سے شادی کی تھی اور ان کا اسلامی نام سلیمہ رکھا گیا تھا۔ آغا خان اسماعیلیوں کے امام ہیں۔ ان کے اس شادی سے تین بچے بھی ہیں۔ آپ برطانوی شہری ہیں اگرچہ رہائش بالعموم سوئٹزرلینڈ میں رہتی ہے۔

اب میاں بیوی کی علیحدگی ہوگئی ہے اور جنیوا کی عدالت میں ۱۹ ملین ڈالر ہیروں کی ملکیت کے مسئلہ پر مقدمہ چل رہا ہے۔ ان ہیروں میں سب سے قیمتی ہیرا دل کی شکل کا ایک گہرے نیلے رنگ والا ہے جس کا نام "نیلی بیگم" (BLUE BEGUM) ہے اور اکیلا ہی تقریباً نوے لاکھ ڈالر کا ہے۔ پرنسس سلیمہ اسے فروخت کرنا چاہتی ہیں لیکن آغا خان نے جنیوا کی عدالت سے اس فروخت کو روکنے کا حکم نامہ حاصل کرلیا ہے۔ طلاق کی شرائط کے مطابق تمام ہیرے شہزادی سلیمہ کی ملکیت ہیں لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو یہ خاندان ہی میں رہیں گے۔ دیکھیں "نیلی بیگم" بالآخر کون لے جاتا ہے۔

گلیوں اور پارکوں کی صفائی کے لئے پچیس ہزار مکھیوں کی بھرتی

ایک خبر کے مطابق WARRINGAH کی کونسل آسٹریلیا یا شاید دنیا بھر میں پہلا ادارہ ہے جس نے گلیوں اور پارکوں میں سے کتوں کے پاخانہ کو ختم کرنے کے لئے فرانس، سپین اور شمالی افریقہ سے ۲۵ ہزار مکھیاں درآمد کی ہیں۔ یہ پہلا حیاتیاتی ہتھیار ہے جو کتوں کے پھیلائے ہوئے گند کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔ اس کونسل کے علاقہ میں کتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے جو سات لاکھ بیان کی جاتی ہے اور سڑکوں اور پارکوں وغیرہ میں ۱۰۰ ٹن گند ہر روز پھیلاتے ہیں جس کی وجہ سے بارش کا پانی جو اس علاقہ سے بہہ کر آتا ہے اس میں فاسفیٹ کی مقدار بہت بڑھ گئی ہے نیز اس کے ذریعہ سے پانی میں ایسے جراثیم داخل ہوجاتے ہیں جس سے کان کی بیماری پیدا ہوسکتی ہے۔

یہ مکھیاں اس گند کو چٹ کر جاتی ہیں اور خوب پھولتی پھلتی ہیں لیکن یہ ۲ ملی میٹر سے زیادہ لمبی نہیں ہوسکتیں اور جونہی ان کی غذا ختم ہوتی ہے وہ اپنا کام ختم کرتے ہی مرجاتی ہیں۔ لہٰذا فضا میں آلودگی نہیں پیدا کرتیں۔

مکھیوں کو خریدنے سے پہلے ان کے بارہ میں پوری معلومات حاصل کی گئیں ان کی صفات و عادات کا معائنہ کیا گیا اور غالباً یہ بھی سوچا گیا ہوگا کہ تین مختلف علاقوں کی مکھیوں کا باہمی ربط و ضبط کیسا ہوگا اور آیا شمالی افریقہ کی مکھیاں فرانس والوں کو اور فرانس والی سپین والوں کو برداشت کرسکیں گی یا نہیں اور پھر کسی نے کہا ہوگا کہ مکھیاں بہرحال مکھیاں ہیں کوئی انسان تو نہیں کہ باہم فساد کریں گی اور ایک دوسرے کا خون بہائیں گی۔ اور یوں بغیر کسی کھٹکہ کے بھرتی کرلی گئیں اور بغیر تنخواہ کے مزدور میسر آگئے۔

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

دین کا خلاصہ خیرخواہی ہے

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
17th November 1995 - 30th November 1995

Friday 17th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Bait Bazi Khuddam Rabwah/Sargodha
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 41, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2.40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB (304)
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Saturday 18th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanians 19/9/95. Part 1
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety: An Interview of Brother Muzaffar A. Zafar - U.S.A.
3.40	LIQAA MA'AL ARAB (305)
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday 19th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians and Albanians 19/9/95. Part 2.
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 11
2.00	Mulaqat with Huzoor. English
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Sports
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB (306)
4.50	Nazm & Tomorrow's Programmes

Monday 20th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile :- Interview of Sister Maribel McMinn, of USA.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 42, Part 1
1:00	MTA News
1.30	Around the Globe: Temple of Heaven. Beijing - China.
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 124
3.05	Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib
3.30	Eurofile: Programme from German. Introduction Ahmadiyyat. Part 3. Turkish
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programmes

Tuesday 21st November

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (SAW)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 42 Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe. A Glimpse of Lost Civilisation. (Bangla)
2.00	"Natural Cure" - Homeopathy Lesson 125
3.05	M.T.A. Variety: The second Ilmi Rally, Atfal Rabwah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm Tomorrow's Programmes

Wednesday 22nd November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile - Basic Oral Hygiene - Khuddam USA.
12.20	Nazm
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 43 Part 1
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 97.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb. No.5
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 23rd November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Malfoozat
12.00	Medical Matters - With Dr. Mujeeb-Ul-Haq Khan Sb.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 43 Part 2
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe - A Glimpse of Lost Civilisation (Bangla) Part 2.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 98.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Bait Bazi, Lajna Rabwah.
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No. 10
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Friday 24th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith
12.00	M.T.A Variety: Bait Bazi Khuddam ul Ahmadiyya, Rabwah vs. Sargodah.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 44, Part 1
1.00	MTA News
1.30	Friday Sermon, Live
2,40	Nazm
2.50	Mulaqat with Huzoor (Urdu).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB (307)
4.50	Qaseedah
4.55	Tomorrow's Programmes

Saturday 25th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: Question Answer Session with Huzoor, 20/9/95, Hamburg, Germany. 1st part
1.30	MTA News
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor.
3.05	Nazm
3.10	M.T.A Variety: Seerat Un Nabi s.a.w, by Hafiz Muzaffar Ahmad.
3.40	LIQAA MA'AL ARAB (308)
4.40	Qaseedah
4.50	Tomorrow's Programmes

Sunday 26th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-ul-Hadith (English)
12.00	Eurofile: A Letter from London
12.30	Bosnia Desk: Question Answer Session with Bosnians. 20/9/95, Hamburg, Germany. Part 2 (final)
1.00	MTA News
1.30	Children's Corner - Lets learn Salat No. 12
2.00	Mulaqat with Huzoor. English
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Sports: Football Match, Dar ul Barakat / Darool Aloom
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB (309)
4.50	Nazm & Tomorrow's Programmes

Monday 27th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-e-Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 44, Part 2
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe: The Great Wall - Beijing, China
2.00	Natural Cure- Homeopathy lesson No. 126
3.05	Dil bar mera yehi hai, by Chaudhry Hadi Ali Sahib
3.30	M.T.A Variety: Programme from Germany, An Introduction of Ahmadiyyat (Turkish).
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm and Tomorrow's Programmes

Tuesday 28th November

11.30	Tilawat
11.45	Seerat-ul- Nabi (s.a.w)
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 45 Part 1
1.00	MTA News
1.30	Around the Globe
2.00	"Natural Cure" - Homeopathy Lesson 127
3.05	M.T.A. Variety: Tarbiyyat Aulaad
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Nazm Tomorrow's Programmes

Wednesday 29th November

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Hadith
12.00	Eurofile: An Interview of Huzoor by Sunday Times, Delhi, 1992.
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 45 Part 2
1.00	MTA News
1.30	M.T.A Lifestyle. Sewing Class. Perahan.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran 99.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety - Islamic Adaab by Imam Ata-ul-Mujeeb Rashid Sb.
3.40	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Thursday 30th December

11.30	Tilawat
11.45	Dars-E-Malfoozat
12.00	Medical Matters
12.30	Learning Languages with Huzur, Lesson 46 Part 1
1.00	M.T.A News
1.30	Around the Globe: Bangladesh Ki Agja Ki Jamate.
2.00	Quran Class - Tarjumatul Quran Class No 100.
3.00	Nazm
3.05	M.T.A Variety: Bait Bazi, Lajna Rabwah.
3.30	"Children Corner" - Yassarnal Quran No. 11
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes.

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, November 17, 1995 No. 46

شذرات
(م-ا-ح)

یہ ضروری نہیں کہ جہالت، توہم اور ضعیف الاعتقادی زمانہ جاہلیت اور قبل از تہذیب کی باقیات ہوں اور ہم انہیں جادو ٹونے اور بھوت پریت کے مماثل مظاہر سمجھ کر نظرانداز کرتے رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں بزعم خود اعلیٰ تعلیم یافتہ علماء ایسی بے معنی اور خلاف عقل باتیں نہ صرف ایجاد کرتے ہیں بلکہ جدید اخبارات کے ذریعہ عامتہ المسلمین میں پھیلاتے بھی ہیں تاکہ بیک وقت دینوی تعلیم حاصل کرنے والی روشن خیال نسل اگر گمراہ نہ ہو جائے تو کم از کم الجھ تو ضرور جائے۔ نادان نہیں سمجھتے کہ اس قسم کی بے سروپا باتوں سے وہ مذہب کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ الٹا انہیں اپنے تاریخی اثاثے اور روحانی اقدار سے متنفر کیا جارہا ہے۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے اس آخری زمانے کے امام کے ظہور کے بعد اس کے غیر اور مخالفین کو مشیت ایزدی نے روحانیت سے محروم تو کرنا ہی تھا، ان کی علمی استعدادی اور عقلیں بھی سلب کر لی گئی ہیں تاکہ امام المہدی اور اس کے پیروؤں اور ان جاہلوں کے درمیان فرق واضح اور نمایاں ہو سکے۔

اس ثقیل پیش لفظ کے بعد کچھ مثالیں ان مسلمان علماء کہلانے والوں کی جہالت اور ژولیدہ بیانی کی ملاحظہ فرمائیں۔ خود بھی حیران ہوں اور ان کا سر بھی پیٹیں۔

☆ "دنیا کی ہر شے اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ جو پرندیا مچھلی اللہ کا ذکر نہیں کرتے وہ شکار کر لئے جاتے ہیں یا جال میں پکڑے جاتے ہیں۔ ایک بزرگ دریا میں مچھلیاں پکڑ کر اپنی بیٹی کے حوالے کر رہے تھے۔ جب بہت ساری مچھلیاں پکڑ لیں تو بزرگ نے اپنی بیٹی سے پوچھا وہ مچھلیاں کہاں ہیں اس نے جواب دیا وہ تو ساری میں نے دریا میں چھوڑ دیں۔ بزرگ نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ چونکہ آپ نے کہا تھا جو مچھلی اللہ کا ذکر نہیں کرتی وہ جال میں پھنس جاتی ہے۔ میں ایسی مچھلی کو نہیں کھا سکتی جو اللہ کا ذکر چھوڑ دے"۔

(ڈاکٹر محمد انوار اللہ۔ دین کی باتیں، روزنامہ جنگ لندن، ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء)

یہ صاحب کسی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی ہونے کے مدعی ہیں۔ اسلامیات کے میدان میں دانشوری فرماتے ہیں لیکن ان کے مندرجہ بالا ارشاد کو دیکھیں تو بے اختیار "برایں عقل و دانش بباید گریست" کہنا پڑتا ہے۔ انہی قندیل بردار (ان کے مستقل کالم کا عنوان قندیل ہے) حضرت کی ایک اور روایت حاضر ہے:

☆ "افلاطون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر آسمان کمان بن جائیں، حوادث تیر ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تیرانداز ہو تو بندہ کہاں جائے؟"

(قندیل، روزنامہ جنگ لندن ۱۹ اگست ۱۹۹۴ء)

جس جاہل کو یہ علم بھی نہ ہو کہ حضرت موسیٰؑ اور افلاطون کے درمیان سات سو سال کا وقفہ تھا وہ دوسروں کو روشنی خاک دکھائے گا۔ خدا جانے یہ کون سے افلاطون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذاکرات کرا رہا ہے۔ اور حیرت ہے کہ ایسی فاش غلط بیانیاں تعلیم یافتہ پیشہ ور ایڈیٹروں کی نظر سے کیسے گزر کر چھپ جاتی ہیں۔ جدید تعلیم کے اس سکالر کے بعد اب مذہبی جامعات کے منتہی کچھ علمائے کرام کے مبلغ علم کا نمونہ دیکھئے۔

☆ "مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پہلی خبر ایک جن کے ذریعہ مدینہ منورہ پہنچی جو پرندے کی صورت میں وہاں ایک عورت کے پاس آیا کرتا تھا......."۔

جس مضمون کا یہ پہلا فقرہ ہے وہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی، معتمد جمیعت علمائے ہند کا تحریر کردہ ہے۔ یہ صاحب دیوبندی مکتبہ فکر کے جید نمائندے تھے۔ ان کا مقالہ منکرین فیضان ختم نبوت کے ناقوس خصوصی ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی، جلد ۷، شمارہ ۱۴، ۲ تا ۸ ستمبر ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا تھا اور اس میں درج تفاصیل اس قدر فحش اور حیاسوز ہیں کہ ہم اس ایک فقرے کے بعد کچھ بھی درج نہیں کر سکتے۔ اسی سے ان کی تاریخ دانی اور مذہبی معلومات کا اندازہ کر لیں۔

☆ مولانا منور حسین فارغ التحصیل جامعہ ڈابھیل، سورت، انڈیا نے بسم اللہ کے فضائل گنواتے ہوئے لکھا ہے:

"جب کوئی آدمی یا عورت (اپنی کسی ضرورت کے لئے) اپنے کپڑے اتارتے ہیں تو شیطان خلل ڈالتا ہے اور اس کی شرم گاہ سے کھیلتا ہے لیکن اگر بسم اللہ پڑھ کر کپڑے اتارے تو چاہے مرد ہو یا عورت، شیطان یا جن سے اس کی آڑ اور حفاظت ہو جاتی ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۴ جون ۱۹۹۴ء)

☆ قشدۃ العلماء یوسف لدھیانوی دینی مسائل میں عوام کی رہنمائی فرماتے ہیں:

"ڈاڑھی منڈوانے والا بھی گنہ گار ہے اور ڈاڑھی مونڈنے والے حجام کی اجرت بھی حرام رزق میں شمار ہوگی"۔

(آپ کے مسائل، روزنامہ جنگ لندن، ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء)

☆ کراچی سے شائع ہونے والے ایدھی ویلفیر جرنل نے اپنے انگریزی حصہ میں "صحت کے بارے میں قرآن اور سنت کی تعلیم" کے تحت "ایڈز" ہو جانے کی صورت میں پہلی ہدایت یہ لکھی ہے:

"جب مرض کی توثیق ہو جائے تو ایک مسلمان کیا کرے؟

جواب: اسے خدا تعالیٰ کی تقدیر سمجھ کر قبول کر لے اور اس آزار کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھے اور اسی سے بیماری دور کرنے کی التجا کرے"۔ (بحوالہ ماہنامہ اتحاد، بریڈفورڈ، جولائی اگست ۱۹۹۴ء)

☆ حال ہی میں "دین کی باتیں" کے تحت جناب محمد عرفان صاحب نے مسواک کے فضائل بیان کرتے ہوئے اس کے طبی فوائد کی ایک لمبی فہرست دینے کے بعد ایک محترم ہستی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"مسواک میں موت کے سوا ہر مرض سے شفا ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۶ اکتوبر ۹۵ء)

اس پر خوف فساد خلق کے باعث بہت سے سوالات کو ترک کر کے ہم نے ان مولانا سے صرف یہ پوچھا کہ اگر وہ اس قول کو سچا سمجھ کر اس پر یقین رکھتے ہیں تو اپنے بیوی بچوں میں سے کسی کے بیمار پڑنے پر وہ اسے طبیب کو دکھاتے ہیں، ہسپتال لے جاتے ہیں یا اس کے ہاتھ میں ایک "مسواک شریف" (منہ) تھما کر دعا دیتے ہیں کہ جاؤ اللہ فضل کرے گا۔

ہمارے اس استفسار کا انہوں نے اخبار میں تو کوئی جواب نہ دیا البتہ ایک نجی خط میں یہ تہدید ضرور کی کہ "توہین مذہب سے باز آ جاؤ ورنہ ....." اور ہم چپ ہو گئے۔

☆ گزشتہ سال ایک آوارہ سیارچہ، شومیکر لیوی نمبر ۹، جب مشتری سے ٹکرایا تو دنیا بھر میں اس خلائی حادثے کا چرچا ہوا۔ اس پر ایک مسلمان علامے جناب رضوان تحمید نے یہ تبصرہ کیا تھا:

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کوئی شیطان آسمان پر ہونے والے کسی اہم فیصلے کی خبر لے کر بھاگا تھا اور اس کا مقصد تھا کہ زمین پر فساد پھیلائے لیکن دم دار ستارے کو پیچھے لگا دیکھ کر اس نے مشتری پر پناہ لے لی لیکن دمدار ستارے نے اسے وہاں بھی نہیں چھوڑا"۔

(رونامہ جنگ لندن، ۲۹ جولائی ۱۹۹۴ء)

گویا خدا تعالیٰ کے ہاں قضاء و قدرت کے فیصلے کسی کمیٹی روم میں ہوتے ہیں جہاں سیکیورٹی کا نظام اس قدر کمزور ہے کہ شیاطین چھپ کر جاسوسی کرتے ہیں اور قادر مطلق کے علم اور منشاء کے خلاف خفیہ معلومات کو چرا کر لے بھاگتے ہیں۔ کاش یہ لوگ سمجھ جائیں کہ شیاطین اور جن وغیرہ اگر ہیں تو غیر مادی مخلوق ہیں اور ایسی ارواح یا تصوراتی وجودوں کے تعاقب کے لئے مٹی اور پتھر کے تودے لڑھکانا اور ان کا ایک سیارے سے دوسرے کی طرف آنکھ مچولی کھیلتے پھرنا سب احمقانہ باتیں ہیں اور اندھیرے میں اس قسم کی ٹامک ٹوئیاں ذات خداوندی اور کلام خداوندی کے حوالے سے ہرگز روا نہیں۔ قرآن مجید کے استعاروں اور تماثیل کو سوچے سمجھے بغیر حسب مرضی توڑ موڑ کر مظاہر فطرت پر منطبق کرنا سادہ لوحی نہیں تو اور کیا ہے۔

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

بقیہ:۔ سوال و جواب

اشتراکیت کا کوئی ایسا اثر روس میں ۱۹۰۵ء تک ظاہر نہیں ہوا تھا جو یہ بتا سکتا کہ زار کی حالت زار ہو سکتی ہے۔

اب دیکھیں ایک آدمی ایک چھوٹے سے قصبے میں بیٹھا ہوا ہے اور زار کی حکومت کی بات کر رہا ہے اور کہتا ہے اس کی حالت زار دکھائی دیتی ہے۔ "بھی ہوگا" بتاتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہا تو اپنی حالت زار کو دیکھ لے گا۔ اب یہ سارے انقلابات عالمی جنگ کی صورت میں پیدا ہوئے۔ کشتیوں کی، نیول وار فئر ۱۹۱۴ء کی جنگ کا سب سے نمایاں نشان ہے۔ اسی دور میں پھر آسمان سے بھی آگ برسائی گئی۔ اسی جنگ کے اختتام پر اور دراصل اسی کے نتیجہ ہی میں زار کی حکومت Shake کر گئی اور زار جس انجام کو پہنچا اس کے متعلق عالمی اخبارات نے یہی سرخیاں لگائیں اور اردو اخبارات میں تو بعینہ یہی الفاظ تھے کہ "زار کی حالت زار" کیونکہ جس دردناک حالت میں وہ مارا گیا ہے وہ کسی انسان کے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ اب یہ کون کلام کر رہا تھا اس شخص سے۔ پھر کوریا کا تو ہم نام بھی نہیں جانتے تھے۔ کوریا اب مشہور ہوا ہے لیکن بچپن میں پارٹیشن سے پہلے ہم جو تاریخ پڑھتے تھے اور جو جغرافیہ دیکھا ہوا ہے اس میں کوریا ایک نشان کے طور پر نظر آتا تھا۔ کسی ذہن پر کبھی نقش نہیں ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا: "ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت"۔ اب قادیان کے قصبے میں بیٹھے ہوئے شخص کا کوریا سے کیا تعلق؟ اور فرمایا ایک مشرقی طاقت یعنی مغربی طاقت سے خطرہ نہیں تھا مشرقی طاقت کی طرف سے تھا۔ ۱۹۲۷ء میں جاپان نے جب کوریا پر قبضہ کر کے اس پر مظالم کی انتہا کی ہے تو ساری دنیا کے اخباروں میں شہ سرخیاں لگ گئیں کہ جاپان نے کوریا پر جیسے مظالم توڑے ہیں ان کی مثال ہمیں تاریخ میں نہیں ملتی۔ چند سالوں میں کورین کی لاشوں کے پشتوں کے پشتے لگا دئے تو وہ مشرقی طاقت تھی۔ اب ایک سوچنے والا تو حالات کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتا ہے اور اس وقت کے علم کی بنیاد پر بات کرتا ہے لیکن جو بظاہر بے تعلق اور دور کی باتیں دکھائی دیتی ہیں وہ بعینہ پوری ہوئیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمائی تھیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد